REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ   نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ   وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

جلد ۴۱ | شمارہ ۹

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- عبدالحق فضل

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:-
بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاونڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:- ۱۰ پاونڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان — ۱۴۳۵۱۶

۲۲ شعبان ۱۴۱۲ ہجری | ۲۷ تبلیغ ۱۳۷۱ ہش | ۲۷ فروری ۱۹۹۲ء

اَخبارِ احمدیہ

● بفضلہٖ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن میں بخیر و عافیت ہیں۔ احباب کرام پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازئ عمر اور مقاصد عالیہ میں معجزانہ کامیابی کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر و نگہبان رہے اور روح القدس سے آپ کی تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

● مورخہ ۲۰ فروری ۹۲ء کو بذریعہ فیکس حضرت سیدہ بیگم صاحبہ حرم حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے بارہ میں لندن سے مکرم ڈاکٹر مبشر احمد صاحب نے جو رپورٹ دی ہے وہ اس طرح ہے کہ:-

"حضرت سیدہ بیگم صاحبہ اودیات سے علاج کے سلسلہ میں ہسپتال میں داخل ہیں اور علاج شروع ہو چکا ہے۔ (باقی دیکھئے صفحہ ۲ پر)

صلوٰۃ تزکیۂ نفس کرتی ہے اور صوم تجلّیٔ قلب کرتا ہے!

● اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:-

یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ (البقرۃ: ۱۸۴)

ترجمہ:- اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر (بھی) روزوں کا رکھنا (اسی طرح) فرض کیا گیا ہے جس طرح اُن لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تاکہ تم (روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے) بچو۔

شَہْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ہُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْہُدٰی وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَہِدَ مِنْکُمُ الشَّہْرَ فَلْیَصُمْہُ ؕ (البقرۃ: ۱۸۶)

ترجمہ:- رمضان کا مہینہ وہ (مہینہ) ہے جس کے بارہ میں قرآن (کریم) نازل کیا گیا، (وہ قرآن) جو تمام انسانوں کے لئے ہدایت (بناکر بھیجا گیا) ہے۔ اور جو کھلے دلائل اپنے اندر رکھتا ہے۔ (ایسے دلائل) جو ہدایت پیدا کرتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی (قرآن میں) الٰہی نشان بھی ہیں۔ اس لئے تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو (اس حال میں) دیکھے (کہ نہ مریض ہو نہ مسافر) اُسے چاہیئے کہ وہ اس کے روزے رکھے۔

● رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ احْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ۔ (بخاری)

ترجمہ:- جو شخص رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی اُمید سے رکھے اُس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

● سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"شَہْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ سے ماہِ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صُوفیا نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویرِ قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیۂ نفس کرتی ہے اور صوم تجلّیٔ قلب کرتا ہے۔ تزکیۂ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفسِ امّارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے اور تجلّیٔ قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اُس پر کُھلے کہ خدا کو دیکھ لے .... اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو دوسری اُمتوں کی طرح اِس اُمت میں کوئی قید نہ رکھتا مگر اُس نے قیدیں بھلائی کے واسطے رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدقِ دل اور کمالِ اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اِس مہینہ میں مجھے محروم نہ رکھ تو خدا تعالیٰ اُسے محروم نہیں رکھتا۔ اور ایسی حالت میں اگر انسان ماہِ رمضان میں بیمار ہو جائے، تو یہ بیماری اُس کے حق میں رحمت ہوتی ہے کیونکہ ہر ایک عمل کا مدار نیت پر ہے۔ مومن کو چاہئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کر دے۔ جو شخص کہ روزے سے محروم رہتا ہے مگر اُس کے دل میں یہ نیت دردِ دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اور اُس کا دل اِس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لئے روزے رکھیں گے۔ بشرطیکہ وہ بہانہ جُو نہ ہو تو خدا تعالیٰ اُسے ہرگز ثواب سے محروم نہ رکھے گا۔ یہ ایک باریک امر ہے کہ اگر کسی شخص پر (اپنے نفس کی کسل کی وجہ سے) روزہ گراں ہے اور وہ اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ مَیں بیمار ہوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق ہوں گے اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا تو ایسا شخص جو خدا تعالیٰ کی نعمت کو خُود اپنے اُوپر گراں گمان کرتا ہے، کب اس ثواب کا مستحق ہوگا۔ ہاں وہ شخص جس کا دل اِس بات سے خوش ہے کہ رمضان آگیا اور مَیں اِس کا منتظر تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں۔ اور پھر وہ بوجہ بیماری کے روزہ نہیں رکھ سکا تو وہ آسمان پر روزہ سے محروم نہیں ہے۔ اِس دُنیا میں بہت لوگ بہانہ جُو ہیں۔ اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم جس طرح اہلِ دنیا کو دھوکا دے لیتے ہیں ویسے ہی خدا کو فریب دیتے ہیں۔ بہانہ جُو اپنے وجود سے آپ مسئلہ تراش کرتے ہیں۔ اور تکلّفات شامل کر کے اِن مسائل کو صحیح گردانتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ صحیح نہیں۔ تکلّفات کا باب بہت وسیع ہے۔ اگر انسان چاہے تو اس (تکلّف) کی رُو سے ساری عمر بیٹھ کر نماز پڑھتا رہے۔ اور رمضان کے روزے بالکل نہ رکھے۔ مگر خدا تعالیٰ اُس کی نیت اور ارادہ کو جانتا ہے .... حیلہ جُو انسان تاویلوں پر تکیہ کرتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ تکیہ کوئی شئے نہیں۔

.... انسان کو واجب ہے کہ اپنے نفس پر آپ شفقت نہ کرے بلکہ ایسا بنے کہ خُدا تعالیٰ اُس کے نفس پر شفقت کرے۔ کیونکہ انسان کی شفقت اُس کے نفس پر اُس کے واسطے جہنّم ہے۔ اور خُدا تعالیٰ کی شفقت جنّت ہے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۵۷ تا ۲۶۰)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان۔

لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۷ تبلیغ ۱۳۴۱ ہش!

ماہِ صیام — صرف چند یوم کے فاصلے پر!

عبادتوں، ریاضتوں اور مخلوقِ خدا کی ہمدردی کے بیش قیمت تحفے لے کر رمضان کا مبارک مہینہ انشاء اللہ چند یوم بعد ہم میں موجود ہوگا۔ گیارہ مہینے خواہ کیسے بھی گزرے ہوں اس ماہِ مقدس میں داخل ہوتے ہی ہر مسلمان اپنے اندر ایک طرح کی رُوحانی کیفیت محسوس کرنے لگتا ہے۔ اِدھر چاند دیکھا اور اُدھر گھروں میں ایک عجیب قسم کا سماں ہُوا۔ بچے بھی اپنے بڑوں اور ماں باپ سے سحری کے وقت اُٹھنے کی ضد کرنے لگتے ہیں۔ مساجد میں تراویح کی نمازیں شمولیت، قرآنِ مجید کی تلاوت میں باقاعدگی۔ نمازِ تہجد کا خصوصی اہتمام روزہ میں ایک خاص لطف پیدا کر دیتے ہیں۔ اور اگر یہ ایام کہیں قادیان میں گزریں تو یہ لُطف نہ صرف کئی گنا بڑھ جاتا ہے بلکہ روزہ رکھنے والا اپنے اندر ایک نئی زندگی اور روحانی تازگی محسوس کرتا ہے۔

رمضان کے مبارک مہینے میں قادیان میں قرآن مجید کا درس ایک عجیب شان رکھتا ہے۔ نمازِ ظہر سے لے کر عصر تک قرآن مجید کی عظیم الشان اور رُوح پرور تفسیر بیان کی جاتی ہے یہ درس احادیثِ نبویؐ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ تفسیرِ قرآنی کا خلاصہ ہوتا ہے۔ اور نمازِ فجر کے بعد رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیثِ مبارکہ کا درس ہر سُننے والے کو عظیم روحانی قوت و تازگی عطا کرتا ہے۔ نمازِ تہجد اور نمازِ تراویح کی باجماعت ادائیگی اور بیس۲۰ روزوں کے بعد بقیہ دس۱۰ یوم کے لئے مسجد اقصیٰ اور مسجد مبارک میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّتِ مبارکہ کی پیروی میں اعتکاف کرنے والے اپنے حجرے بنا کر خُدا کے حضور سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔ پھر فدیۃ الصیام کی تقسیم اور عید سعید کے موقعہ پر غرباء کو کھانا کھلانے کی تیاری — ایسا عجیب سماں ہوتا ہے جسے الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔

حقیقت یہی ہے کہ روزہ صرف بھوکے اور پیاسے رہنے کا نام نہیں۔ بلکہ اگر روزہ کے نتیجہ میں اخلاق اور رُوحانیت کو قوت نصیب نہ ہو اور دل میں الٰہی نور نہ اُترے تو ایسا روزہ صرف جسم کی بعض امراض کے لئے تو فائدہ مند ہو سکے گا لیکن رُوح کی بیماریوں کو کچھ فائدہ نہ پہنچا سکے گا۔ جس روزہ سے قومی اخلاق سُدھریں اور انسان کو اپنے انسان بھائیوں اور خدا کی دوسری مخلوق کی بھوک اور پیاس کا احساس ہو کر صدقہ و خیرات کا جذبہ اُبھرے تو وہی روزہ حقیقی روزہ ہے۔ اِسی لئے احادیث میں آتا ہے کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ماہِ صیام میں تیز آندھی کی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر صدقہ و خیرات فرمایا کرتے تھے۔ پس روزہ ہر سچے مسلمان کو غریب پروری کا درس دیتا ہے۔ اور یہی غریب پروری اُسے خدا تعالیٰ کا قُرب عطا کرتی ہے۔ خدائے بزرگ و برتر کے قُرب کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ بندہ بلا لحاظ مذہب و ملت اُس کے بندوں کے قریب ہو۔ دُکھ درد میں اُن کا ساتھی بنے۔ اور اُن کے حقوق کا خیال رکھے۔ اِسی جذبۂ خدمتِ خلق کے نتیجہ میں روزے دار کو رُوحانیت کا اعلیٰ مقام نصیب ہوتا ہے۔

اِس موقع پر ایک بات خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ روزہ ہر عاقل بالغ مسلمان مرد و عورت پر اس شرط کے ساتھ فرض ہے کہ وہ بیمار اور مسافر نہ ہو —! بعض بھائی خُدا تعالیٰ کی عطا کردہ اُن رخصتوں کی پروا کئے بغیر روزہ رکھتے ہیں۔ سفر میں بعض دفعہ کسی مُسلمان بھائی سے پوچھا گیا کہ کیا آپ روزہ سے ہیں تو جواب مِلا کہ الحمد للہ روزہ سے ہوں۔ حالانکہ خدا تعالیٰ کی عطا کردہ رُخصتوں کی پروا نہ کرنا بھی معصیت میں شامل ہے۔ اس خاص نکتہ کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم اپنے زور اور قوت سے خُدا کو راضی کر سکتے ہیں یا اُن کے لئے خاص خدا کے فضل کی ضرورت ہے —!؟

رمضان کا مبارک مہینہ جہاں دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے ایک مژدہ جانفزا ہے وہاں خاص طور پر احمدیوں کے لئے خُدائے ذوالجلال کا ایک روشن نشان بھی ہے۔ جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ پیشگوئی کے مطابق (دارقطنی) ٹھیک رمضان کے مہینہ میں مہدی معہود علیہ السلام کے لئے ۱۸۹۴ء میں سُورج اور چاند گرہن لگا۔ اور اب ہر سال آنے والا رمضان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی صداقت پر مہرِ تصدیق ثبت کرتا ہے۔

کاش ہمارے مُسلمان بھائی رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمودہ اِس عظیم الشان آسمانی نشان کی قدر کریں اور صدقِ دل سے آنے والے مامور کی شناخت کر کے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی اطاعت و فرمانبرداری کا ثبوت دیں۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی) نے فرمایا تھا کہ جب امام مہدی ظاہر ہو تو خواہ تمہیں برف پر گھٹنوں کے بل بھی اس کے پاس جانا پڑے تو ضرور جانا اور اس کی بیعت کرنا (ابو داؤد)

یاد رکھیے! رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی اطاعت و فرمانبرداری میں ہی نماز اور روزہ کا حقیقی فلسفہ پوشیدہ ہے —!!

منیر احمد خادم

نصیب ہوں کہ نہ ہوں پھر یہ دِن خُدا جانے!

نظر نظر میں لئے جان و دل کے نذرانے
طوافِ شمع کو پھر آ گئے ہیں پروانے

جبیں پہ گردِ رہِ عشق دِل میں سوز و سُرور
بصد نیاز چلے آ رہے ہیں دیوانے

زمینِ قادیاں سجدوں سے ناپنے کے لئے
ہیں سر کے بَل چلے آئے تمام فرزانے

وہ لوگ آئے ہیں آنکھوں میں شمعِ شوق لئے
جنہیں نہ پُوچھا کبھی کم نِگاہ دُنیا نے

یہ تین دِن بھی عجب رحمتوں کے دِن ہوں گے
کھلیں گے دِیدہ و دِل میں گلوں کے پیمانے

مُصافحوں میں لپک اور مُعانقوں میں خُلوص
عطا کیا ہے عجب سوز اِنہیں مسیحا نے

جھلک رہے ہیں لرزتی ہُوئی صداؤں میں
محبتوں کے خزانے، دِلوں کے کاشانے

شرابِ نُور سے دھو لو دِل و نظر ثاقب
نصیب ہوں کہ نہ ہوں پھر یہ دِن خُدا جانے

(ثاقب زیروی لاہور)

خطبہ جمعۃ المبارک

دعوت الی اللہ ایک وسیع نظام کا نام ہے اس میں جماعتی انتظامیہ کو بھرپور حصہ لینا ہوگا

اسلام کے خلاف کوئی کارروائی ہو اور اس کے جواب میں فوری کارروائی نہ ہو اس سے مجھے تکلیف پہنچتی ہے

اس تیزی سے اس کے متعلق کارروائی ہونی چاہیئے جیسے بجلی کی سرعت سے کام کیا جاتا ہے!

دعوت الی اللہ کرنے والوں کو سیدنا حضور انور کی خصوصی ہدایات اور مفید مشورے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۳ فتح ۱۳۷۰ ہش مطابق ۱۳ دسمبر ۱۹۹۱ء بمقام مسجد فضل لندن

نوٹ :۔ مکرم منیر احمد صاحب جاوید کا مرتب کردہ سیدنا حضور انور کا درج ذیل خطبہ جمعہ ادارہ اپنی ذمہ داری پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے ـــــ (ادارہ)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے ارشاد فرمایا:۔
دعوت الی اللہ کے کام کو زیادہ منظم اور مرتب کرنے کے سلسلہ میں میں کچھ ہدایات دے رہا ہوں۔ اس سلسلہ میں ایک بہت ہی اہم چیز یہ ہے کہ ہر ملک میں کم از کم ایک

مرکز دعوت الی اللہ

کی مستقل قیام کی ضرورت ہے۔ اب یہاں انگلستان میں جہاں لندن میں ہیڈ کوارٹر ہے وہاں اگر کوئی باہر سے دعوت الی اللہ کرنے والا حاضر ہو یا اپنے کسی دوست کو لے کر آئے تو کوئی ایسا الگ ہال یا کمرہ نہیں ہے جہاں دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں ہر قسم کی ضرورتیں بھی مہیا ہوتی ہوں اور دعوت الی اللہ کے کام کو سکھانے کے لئے انتظام بھی موجود ہو۔ اس سلسلہ میں جس قسم کے مرکز کا قیام میرے ذہن میں ہے میں اس پر مزید تفصیل سے روشنی ڈالتا ہوں۔ میرے خیال میں ہر جگہ جہاں کوئی مربی ہو یا تمام بڑی جماعتوں میں یا کم از کم آغاز میں ملک کے ہیڈ کوارٹر میں جہاں ملک کا مرکز ہو وہاں ایک جگہ خصوصیت سے دعوت الی اللہ کے لئے مخصوص کرنی چاہیئے اور اس میں دعوت الی اللہ میں استعمال ہونے والی وہ تمام ضروریات مہیا ہونی چاہئیں جن کا خصوصیت سے اس ملک سے تعلق ہو۔ کچھ تو ایسی ضروریات ہیں جو تمام دنیا میں مشترک ہیں اور کچھ ایسی ہیں جن کا مختلف ملکوں سے خصوصی تعلق ہوتا ہے۔ پس جو مشترک ضروریات ہیں وہ تو ہر ملک میں اسی طرح ہوں گی۔ لیکن خصوصی ضروریات مثلاً گھانا (GHANA) سے تعلق رکھنے والی، بنگلہ دیش سے تعلق رکھنے والی، امریکہ یا کینیڈا سے تعلق رکھنے والی، یہ انہی ممالک میں ہوں گی جہاں ان کی ضرورت ہے۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ایسے مرکز میں قرآن کریم کے مختلف تراجم موجود ہونے چاہئیں۔ یعنی اس حد تک موجود ہونے چاہئیں جس حد تک اس ملک میں ضرورت پیش آ سکتی ہے۔ وسیع لائبریری الگ موجود ہے یعنی ہدایت ہے کہ ہر ملک میں قائم کر دی جائے۔ اس لئے اس لائبریری کا اعادہ مقصود نہیں مگر اس میں سے وہ حصہ جس کی اس ملک میں دعوت الی اللہ کے لئے ضرورت ہے وہ منتخب کر کے اسے نمایاں اس کمرہ میں سجانا چاہیئے۔ مثلاً اگر بنگال ہے تو قرآن کریم کا بنگلہ ترجمہ اور اس سلسلہ میں جماعت کی طرف سے جو اور خدمات کی گئی ہوں ان کے وہ سارے نمونے موجود ہونے چاہئیں۔ اسی طرح بنگال میں جو دوسری اقلیتیں پائی جاتی ہیں جن کی زبان الگ ہے لیکن بنگال میں ایک معقول تعداد میں وہ لوگ موجود ہیں ان کے لئے بھی ضرورت کا سامان مہیا ہونا چاہیئے۔ مثلاً چٹاگانگ کے علاقہ میں بعض ایسی جگہیں ہیں جہاں برمی زبان بھی بولی جاتی ہے۔ اس لئے اگر چٹاگانگ میں یہ مرکز قائم ہو تو برمی زبان کا لٹریچر بھی وہاں موجود ہونا چاہیئے۔

اس کے علاوہ ہر دعوت الی اللہ کرنے والے کے لئے معلومات مہیا ہونی چاہئیں کہ یہاں کیا کیا ہے اور اس کے باقاعدہ چارٹس بن کر اس کمرے میں لٹکنے چاہئیں جو تعارف کا رنگ رکھتے ہوں گے۔ مثلاً یہ ذکر ہو کہ ہمارے پاس آڈیو ویڈیو میں یہ یہ چیزیں یہاں موجود ہیں۔ ان کو دکھانے کا انتظام موجود ہے۔ ان ان زبانوں میں یہ چیزیں موجود ہیں۔ اگر آپ میں سے کسی کو دلچسپی ہو تو ان کو دکھانے کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔ یعنی یہ حصہ لکھنا ضروری نہیں لیکن یہ بتانا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ لٹریچر میں سے مختلف زبانوں میں جو لٹریچر موجود ہے اس کا تعارف ہو تاکہ آنے والا سب سے پہلے اس چارٹ کو ملاحظہ کر کے یہ معلوم کرے کہ ہمارے پاس یہاں کیا کچھ ہے۔ اس کے بعد اس کمرے میں تمام ضروری لٹریچر بھی جو تبلیغ کے سلسلہ میں استعمال ہوتا ہو وہ موجود ہونا چاہیئے۔ آڈیو ویڈیو کیسٹس کے نمونے ہونے چاہئیں۔ اور ان کے دکھانے کا انتظام ہونا چاہیئے۔ اور وہ لٹریچر جس کے متعلق یہ خیال ہو کہ اس کا مطالعہ ہو سکتا ہے اس کا سٹاک کسی جگہ موجود ہونا چاہیئے۔ اس کمرے کے معائنہ کے بعد اگر کسی کو کسی خاص کتاب میں، کسی آڈیو ویڈیو میں دلچسپی پیدا ہو تو معلوم ہو کہ وہ کیسے حاصل کی جائیں گی اور کتنی دیر میں وہ مہیا ہو سکتی ہیں۔ وہ چیزیں جو قیمتاً مہیا ہوتی ہیں ان کے متعلق معلوم ہونا چاہیئے جو جماعت کی طرف سے تحفۃً پیش کی جا سکتی ہیں ان کے متعلق معلومات مہیا ہونی چاہئیں۔ غرضیکہ ایک ایسا کمرہ ہو جس میں اٹھنے بیٹھنے کا بھی انتظام ہو۔ اگر چائے وغیرہ کی سہولت مہیا کی جا سکے تو اور بھی بہتر ہے ورنہ کم از کم تبلیغی ضروریات کے سلسلہ میں تمام چیزیں موجود ہونی چاہئیں۔

اس کے علاوہ ہمارے لٹریچر میں جو حوالے مذکور ہیں۔ جو کثرت سے استعمال ہونے والے ہیں اور مختلف مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ کچھ کا عیسائیت سے تعلق ہے۔ کچھ کا ہندو ازم سے کچھ کا سکھ ازم سے، بالعموم یہ دیکھا گیا ہے کہ جب دعوت الی اللہ کرنے والے کو کوئی سوال کرتا ہے کہ تم نے فلاں انتباس بتایا ہے کہ ہماری کتابوں میں موجود ہے یہ دکھاؤ کہاں ہے تو دو طرح کی مشکلات پیش آتی ہیں۔ اول یہ کہ اصل کتاب اس ملک میں ہی موجود نہیں ہوتی۔ دوسرے حوالے ناقص ہوتے ہیں۔ اور ہمارے پرانے طبع شدہ لٹریچر میں یہ بہت بڑی مشکل ہے کہ حوالوں کا انداز مضمون نگار کے اپنے انداز کا تھا۔ واقعاتی طور پر صحت کے ساتھ اعداد و شمار درج کرنے کا رجحان ہر شخص میں نہیں پایا جاتا۔ اس زمانہ میں جو مضمون لکھنے والے مضمون نگار تھے وہ بڑے اچھے اچھے دعوت الی اللہ کی مہارت رکھنے والے لوگ تھے۔ لیکن کتابوں کے حوالوں کے فن سے نا واقف تھے۔ اور چونکہ سچ بولنے والے تھے اس لئے وہ اپنے بھولے پن میں یہ سمجھا کرتے تھے کہ ہم نے تو حوالہ دیکھا ہے ہم جانتے ہیں کہ سچا ہے۔ بس یہی کافی ہے۔ اور ذکر کر دیا کہ فلاں جگہ حوالہ موجود ہے اور اکثر علمی کتابیں جو شائع بھی ہوئی ہیں ان میں ایسے حوالے ہیں کہ دیکھئے، بدر سن انیس سو فلاں یا الحکم انیس سو فلاں۔ اور اس حوالے سے آگے پھر وید کا حوالہ یا گیتا کا حوالہ ہے یا بائیبل کا حوالہ ہے حالانکہ معمولی سی بات ہے کہ جو کتابیں مستقل نوعیت کی ہیں سب دنیا میں شائع شدہ ہیں ان کے حوالوں کی تلاش کے لئے کوئی بدر کے فلاں سن کے پرچے میں جائے گا اور وہاں سے جا کر ڈھونڈے گا تو مضمون نگاروں نے اپنے بھول پن میں یا سہل انگاری سے ایسے حوالے دے

کردیئے جن تک پہنچنا ہر کس وناکس کا کام نہیں ہے۔ اوران کی تلاش اُن رستوں سے بے ضرورت ہے جو رستے وہاں دکھائے گئے ہیں۔ پھر جب اُن حوالوں کو دیکھا جاتا ہے جو اصل کتاب کے ہیں تو بسا اوقات یہ دقت پیش آتی ہے کہ وہاں ایڈیشن کا ذکر نہیں کہ کس ایڈیشن کے کس صفحہ کا حوالہ ہے۔ گویا کہ صرف ایک ہی ایڈیشن ساری عمر میں اس کتاب کا شائع ہوا ہے اور جو شخص بھی کہیں سے وہ کتاب اُٹھائے گا اُس کو سیدھا اس صفحہ پہ وہ حوالہ دکھائی دے گا۔ تو کبھی دعوت الی اللہ کرنے والوں کو بڑی شرمندگی ہوتی ہے۔ جب اصل کتاب دکھائی جائے تو وہاں سے کچھ بھی نہیں نکلتا حالانکہ حوالے موجود ہیں۔ پھر ترجموں سے متعلق اعتراضات کئے جاتے ہیں کہ یہ ترجمہ ہم تسلیم نہیں کرتے۔ اوراس کے مستند ترجمہ کرنے والے کی کتاب پیش کی جانی ضروری ہے۔ اور ایک سے زیادہ ایسے ترجموں کے حوالے دینے چاہئیں جو مدِمقابل کو منظور ہوں۔ اس لئے بہت ضروری ہے کہ حوالوں کے سلسلہ میں دعوت الی اللہ کے مرکز میں کچھ ایسا مواد موجود ہو جسے تبلیغ کا شوق رکھنے والے، روزمرہ اگر وہ آسکتے ہیں ورنہ کبھی کبھی جب بھی آسکیں، آکر دیکھیں، ان حوالوں کا مطالعہ کریں۔ اور خود تسلی پکڑ لیں کہ ہاں یہ چیز اس شکل میں فلاں جگہ موجود ہے۔

اِس سلسلہ میں ایک دقت یہ ہے کہ اگر یہ ساری اصل کتب مُہیا کی جائیں تو بہت ضخیم لائبریری بن جائے گی۔ اس لئے ہم نے اس کا یہ علاج سوچا ہے کہ اصل کتب سے فوٹو سٹیٹ یعنی عکسی تصویریں اُتار کر اُن کے حوالے وہاں اکٹھے کر دیئے جائیں اور منضبط کر دیئے جائیں تاکہ جس طرح کمپیوٹر کے ذریعہ معلومات حاصل کی جاتی ہیں اسی طرح ان حوالوں تک پہنچنے کے لئے کوئی ایسا چھوٹا سا کتابچہ ہو جس کی مدد سے ایک شخص معین طور پر معلوم کر سکے کہ جس حوالے کی مجھے ضرورت ہے اس کی عکسی تصویر کہاں ہے۔ اور عکسی تصویر کی کچھ کتابیں بنوائی جا سکتی ہیں۔ وہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں ایک دو عکسی تصویروں کی کتابیں ہنوا کر ہم نے ایک دفعہ تمام مشنز کو بھجوائی بھی تھیں۔ جو روزمرہ کے استعمال ہونے والے جماعت کے حوالے ہیں وہ ان پر مشتمل تھیں لیکن ہر مذہب کے لئے خصوصی حوالوں کی کتابیں تیار ہونی چاہئیں۔ ایک دفعہ میں

کوئٹہ میں ایک مجلسِ سوال وجواب

میں شامل ہُوا تھا وہاں ایک شخص نے اعتراض کر دیا کہ آپ پُرانوں کا حوالہ دے کر حضرت مسیحؑ کے کشمیر کے سفر کا ذکر کرتے ہیں لیکن جو حوالہ آپ نے دیا ہے یہ تو ہے ہی نہیں۔ یہ حوالہ غلط ہے۔ اور میں ثابت کر سکتا ہوں۔ اُن کے پاس کوئی ایسی کتاب ہوگی جس میں وہ حوالہ مختلف طریق پر درج ہوگا یا مختلف صفحوں پر درج ہوگا۔ ہمارے درج کرنے والے نے جس کتاب کا حوالہ دیا اُس کے صفحے اَور تھے۔ اس کی ترتیب اَور تھی۔ تو اس وقت فوری طور پر تو مَیں اس کے چیلنج کو قبول نہیں کر سکتا تھا کیونکہ مَیں خود نہیں جانتا تھا کہ وہ حوالہ کہاں ہے اور اُس کا ترجمہ بھی درست ہے یا نہیں۔ لیکن اُس سے مَیں نے کہا کہ یہ مَیں یقین دلاتا ہوں کہ حوالہ ضرور موجود ہے اور درست موجود ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے۔ اس میں غلطی کا کوئی دُور کا بھی شائبہ نہیں ہے۔ لیکن میں جا کر تلاش کروں گا۔ کوئٹہ سے ربوہ آکر تلاش کرنے کے بعد اس حوالے کا علم ہُوا اور یہاں انگلستان آنے کے بعد ایک پنڈت کو مَیں نے وہ حوالہ بھجوایا اور اُن سے درخواست کی کہ آپ خود اس کا ترجمہ تفصیل سے کر کے دیں۔ تفصیل سے مراد یہ تھی کہ اس حوالے سے کچھ پہلے کی آیات کا بھی اور کچھ بعد کی آیات کا بھی یا آیات نہ کہیں تو فقرات کا ترجمہ تاکہ سیاق وسباق کا علم ہو سکے۔ انہوں نے جب وہ ترجمہ کر کے بھیجا تو مَیں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ہمارے ہاں شروع سے جو ترجمہ مروج ہے اس کے مقابل پر یہ ترجمہ ہماری بہت زیادہ تائید کرنے والا ہے۔ مثلاً اس حوالے میں راجہ شالباہن کا ذکر ہے، یوز آسف کا ذکر ہے لیکن مسیحؑ کا ذکر نہیں ملتا۔ ہمارے ترجمے جو عام طور پر مروج ہیں ان میں مسیح کا نام نہیں ملتا۔ لیکن یہ ہندو پنڈت جس کو علم بھی نہیں تھا کہ مَیں کیوں اس کا ترجمہ کروا رہا ہوں، اُس نے جب یوز آسف کا ذکر کیا تو یوز آسف کے ضمناً ایک ذکر کے بعد جب اس کا اصل ذکر اس طرح آتا ہے کہ راجہ شالباہن کا اس نئے آنے والے کے ساتھ سوال وجواب ہُوا جس کو انہوں نے وادی میں اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ پھرتے ہوئے دیکھا تھا تو اس سوال وجواب میں راجہ شالباہن نے جب اس آنے والے اجنبی سے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے تو انہوں نے کہا: مشیحو۔ اور مسیح اور مشیح یہ ایک ہی چیز کے دو تلفظ ہیں۔ اور بعد میں بھی مسیحو نام سے وہ ذاتِ مبارک اپنے آپ کو متعارف کراتی رہی۔ اور اسی حوالے سے بات کرتی رہی۔ چنانچہ جو تفصیلی حوالہ ہے وہ بہت زیادہ قوی شواہد ہماری تائید میں رکھتا ہے تو یہ جو ایک عادت پڑ چکی ہے کہ پُرانے حوالے جس قسم کے بھی درج ہوئے ہیں ان کو اسی طرح لئے چلو اور اصل کو دیکھو ہی نا۔ اِس سے دعوت الی اللہ کے کام کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔ اور دعوت الی اللہ کرنے والے کا دماغ بھی وسعت اختیار نہیں کرتا۔ یہ عادت پیدا کرنی

کرنی چاہیئے اور اس عادت کو پُورا کرنے کے لئے سامان مہیا کرنے چاہئیں کہ دعوت الی اللہ کرنے والے جماعت کی طرف سے جو حوالے پیش کرتے ہیں وہ خود ان حوالوں کا مطالعہ کریں اور مختلف پہلوؤں سے ان کا مطالعہ کر کے، جائزہ لے کر اپنے دل کو پوری طرح اطمینان دلائیں کہ جماعت احمدیہ جو بات کہتی ہے سو فیصدی درست ہے اور اگر کوئی اس کو چیلنج کرے تو اس کے مقابل پہ اس کو بلا کر دکھا سکیں۔ اصل کتاب کی فوٹو سٹیٹ اگر دکھا دی جائے تو اس سے بہت حد تک تسلی ہو جاتی ہے لیکن چونکہ یہ دعوت الی اللہ کے لئے قطعی ذریعہ ہے مگر آنے والا ممکن ہے یہ کہے کہ نہیں! اصل کتاب دیکھنا چاہتا ہوں تو اس کی اصل کتاب کے متعلق بھی یہ معلومات ہونی چاہئیں کہ کہاں موجود ہے۔ اگر اس ملک میں موجود نہیں ہے تو کس جگہ موجود ہے۔ اس کی کسی لائبریری سے پتہ کرنا چاہیئے کہ اس ملک کی کسی لائبریری میں موجود ہے کہ نہیں۔ چنانچہ اس کے متعلق بھی معلومات ہونی چاہئیں۔ بہت سی کتابیں ہیں جن میں ایک اور نقص یہ پیدا ہو جاتا ہے کہ حوالہ اس وقت کے لحاظ سے درست تھا لیکن بعد میں تبدیلیاں پیدا کر لی گئیں۔ اور چونکہ وہ مخصوص حوالہ جماعتِ احمدیہ کی تائید میں ایک روشن نشان کی حیثیت رکھتا تھا۔ اس لئے مدِمقابل نے تحریف سے کام لیتے ہوئے بعد میں جو کُتب شائع کیں ان میں سے وہ حوالہ غائب کر دیا گیا۔

مولوی دوست محمد صاحب نے اس سلسلہ میں ایک دفعہ تحقیق کر کے ایک بہت ہی عُمدہ مضمون شائع کیا تھا جس میں بتایا گیا تھا کہ بعض ظالموں نے احادیث میں بھی تحریف کرنے سے گُریز نہیں کیا۔ اس وجہ سے کہ جماعتِ احمدیہ کو اس کا فائدہ پہنچتا تھا۔ اسی طرح عیسائیوں نے تحریف سے کام لیا ہے۔ بائیبل کے بعض پُرانے نسخوں میں اسلام کی تائید میں کھلا کھلا حوالہ موجود ہے لیکن بعد میں شائع ہونے والے نسخوں میں وہ حوالہ موجود نہیں ہے۔ جنم ساکھی بھائی بالا سکھوں کے لئے اتنی مقدس کتاب ہے۔ لیکن وہاں بھی ایک جگہ تحریف سے کام لیا گیا ہے۔ مثلاً وہ حوالہ جس میں بٹالہ کے پرگنہ میں ایک ایسے گورو کے ظاہر ہونے کی خوشخبری حضرت باباگورو نانک نے دی جس کے متعلق فرمایا کہ وہ جگت گُرو سے بھی بڑا ہوگا۔ اب بڑی معین پیشگوئی ہے لیکن اب آپ کہیں جنم ساکھی بھائی بالا کو اُٹھا کر دیکھیں تو آپ کو وہ پیشگوئی دِکھائی نہیں دے گی۔ لیکن ہمارے لٹریچر میں اس کا ذکر موجود ہے۔ اسی طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف کتابوں کے بہت سے حوالے دیئے ہیں جن کتابوں میں بعد میں تحریف کر لی گئی اور بعد کے ایڈیشنز میں اس کا ذکر نہیں ملتا۔ تو دعوت الی اللہ کا کام بہت احتیاط کا کام ہے۔ اور بہت غور اور فکر کے ساتھ اس کے سارے پہلوؤں پر نظر رکھنا ضروری ہے۔ پس معلوم کرنا چاہیئے اور اگر کسی ملک میں ایسے وسائل نہ ہوں کہ وہ خود معلوم کر سکیں تو

مرکز کو لکھ کر اپنی مشکلات پیش کریں

اور تمام وہ حوالے جن کا روزمرہ کسی ملک میں استعمال ہوتا ہو کم از کم ان حوالوں کو مگر کوشش یہی کرنی چاہیئے کہ زیادہ سے زیادہ حوالوں کو ایسے رنگ میں محفوظ کر لیا جائے کہ جب بھی کوئی اس کے متعلق مزید جستجو کرنا چاہے اس کے پاس کافی مواد موجود ہو۔ حوالوں کو ترتیب دی جائے۔ اصل اقتباسات کی فوٹو سٹیٹس یعنی عکسی تصویریں مہیا کی جائیں۔ اور ان سے متعلق مختصر تعارف کرایا جائے کہ یہ فلاں ایڈیشن میں موجود تھا بعد کے ایڈیشنز میں تحریف ہوئی۔ تحریف شدہ ایڈیشنز کے فوٹو سٹیٹس بھی شامل کئے جائیں۔ یہ معلومات مہیا کی جائیں کہ فلاں فلاں لائبریری میں یہ مواد آج بھی موجود ہے۔ اور مثلاً اگر برٹش میوزیم کی لائبریری میں کوئی پُرانی کتاب اصل صورت میں موجود ہے تو اس سے مصدقہ نقول حاصل کرنی چاہئیں۔ کیونکہ جب ان باتوں کا چرچا ہو اور دُشمن اپنے آپ کو مغلوب دیکھے تو بعض دفعہ شرارت کرتا ہے۔ بعض دفعہ کتابوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔ چنانچہ جماعتِ احمدیہ کی تاریخ میں ایسے کئی واقعات ہیں کہ بعض ضروری کتب کو دُشمن چُرا کر لے گیا۔ اور ضائع کر دیا۔ اور ان کی حفاظت کی چونکہ پُوری احتیاط نہیں کی گئی تھی اس لئے سلسلہ کو نقصان پہنچا۔ ربوہ میں بھی جب باہر سے سوال وجواب کے لئے وفود آیا کرتے تھے تو ان میں بعض تنگ نظر اور متعصب لوگ بھی آجایا کرتے تھے تو مجھے لائبریرین صاحب سے علم ہُوا کہ انہوں نے وہاں یہ حرکت کرنی شروع کر دی۔ جو نایاب نسخے جماعت کی تائید میں استعمال ہوتے ہیں اُن میں سے ایک نسخہ ایک مولوی صاحب نے جیب میں ڈالا اور کھسک گئے۔ اور وہ نسخہ پھر غائب ہوگیا۔ مَیں نہیں جانتا کہ اس کا متبادل پھر مہیا ہُوا کہ نہیں۔ مگر ایسے واقعات ہوتے ہیں۔ اِس لئے اقتباسات کے سلسلہ میں یہ احتیاط کی جائے کہ اپنے اپنے ملک میں جہاں وہ اصل کتاب موجود ہو اس کا صرف عکس نہ اُٹھایا جائے بلکہ اس کے اُوپر لائبریرین کی تصدیق کرائی جائے کہ ہم نے یہ عکس باقاعدہ طور پر تصدیق کرنے کے بعد جاری کیا ہے۔ اور اس کے بعد پھر اگر کوئی شرارت کرنا بھی ہے تو اس شرارت کا اتنا بڑا نقصان نہیں ہوگا۔ تو ان معنوں میں دعوت الی اللہ کے مراکز تیار کرنا چاہئیں جو معنے مَیں نے بیان کئے ہیں۔ اور پھر ان میں آڈیو ویڈیو کا تعارف بھی

ہر مختلف مواقع پر جو سوال و جواب کی مجالس ہیں یا دوروں کی تعداد ہے یا ملاقات کی روئیداد ہے اس کے متعلق پہلے تعارف ہونا چاہیئے کہ ہمارے پاس کیا کیا چیزیں موجود ہیں اور کس کس قسم کے لوگوں کے لئے کون کون سا مواد موجود ہے۔ اور اس کے دکھانے کا انتظام ہو تو جو بھی باہر کی جماعتوں سے یا مقامی شہر سے آتا ہے وہ کچھ عرصہ بیٹھے، اس کا دل لگے اور اس کو معلوم ہو کہ میرا کہاں مقام ہے، جہاں آکر میں نے مزید معلومات حاصل کرنی ہیں۔ اس دفتر سے اپنائیت کا احساس پیدا ہو اور وہاں رونق لگنی شروع ہو۔ اور دوستوں کو لاکر یعنی غیر احمدی دوستوں کو بھی لاکر وہاں بٹھایا جائے۔ اور وہاں کے آڈیو ویڈیو لٹریچر سے استفادہ کیا جائے۔

اس کے علاوہ اس سنٹر میں ایسا رجسٹر ہونا چاہیئے جہاں مطالبات کا اندراج ہو۔ اس کے کھلنے کے باقاعدہ اوقات مقرر ہونے چاہئیں۔ مطالبات کا اندراج ان معنوں میں ہو کہ ایک شخص آتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے فلاں فلاں کتب کی ضرورت ہے لیکن وہ کتابیں ان کے پاس نہیں ہیں تو وہاں سیکرٹری ہو خواہ وہ مستقل طور پر تنخواہ دار ملازم کے طور پر رکھا گیا ہو یا جیسا کہ بہتر رواج ہے کہ کوئی رضاکار اپنا وقت دے کر وہاں بیٹھا ہو اور اس کا فرض ہو کہ کسی رجسٹر پر ایسے مطالبات درج کرے اور کارروائی کے خانہ میں بعد ازاں یہ درج کرے کہ اس مطالبے کی کب تعمیل ہوئی ورنہ بعض دفعہ ۶-۶ مہینے کے بعد لوگ مجھے لکھتے ہیں کہ جی ہم فلاں جگہ گئے تھے اور وہاں ہم نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ فلاں لٹریچر بھیجا جائے، فلاں کیسٹ مہیا کی جائے اور ہمارے دوست آج تک مانگتے ہیں اور ہم شرمندہ ہیں لیکن ابھی تک وہ مہیا نہیں کی گئی۔ پوچھنے والے بھی چھ چھ مہینے کے بعد بتاتے ہیں اور اس وقت یہ بھی نہیں پتہ لگتا کہ کس سے پوچھا گیا تھا۔ کہاں یہ مطالبہ درج ہے۔ اس لئے لٹریچر کا مطالبہ ہو یا آڈیو ویڈیو کیسٹس کا ہو لازماً کسی رجسٹر میں وہ مطالبات درج ہونے چاہئیں اور ان پر کارروائی کا خانہ خالی رہے جب تک وہ کارروائی ہو نہیں جاتی۔ اور اگر کچھ عرصہ تک کارروائی نہیں ہوتی تو یہ اندراج ہو کہ کیوں کارروائی نہیں ہوئی اور ایسی باتیں جن کا مجبوریوں سے تعلق ہو مثلاً کوشش کے باوجود وہ چیز دستیاب نہیں ہو رہی تو ان کے متعلق مجھے بھی لکھنا چاہیئے۔ جہاں روزمرہ کی کارروائی ہو رہی ہے وہاں مجھے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن جہاں کوئی مشکل درپیش ہو، کوئی روک پیدا ہو جاتی ہے تو وہاں ضرور مجھے اطلاع کرنی چاہیئے کہ فلاں ملک میں فلاں دعوت الی اللہ کے کام کے سلسلہ میں یہ روک ہمارے رستہ میں حائل ہوتی ہے تاکہ حتی المقدور اس کو دور کرنے کی کوشش کی جائے۔

اس کے علاوہ

ایک ایسا رجسٹر ہونا چاہیئے

جس میں مخالفین کی جوابی کارروائی یا ابتدائی طور پر ان کی طرف سے جماعت کے خلاف معاندانہ کارروائیوں کا ذکر ہو کر آگے کارروائی کے خانہ میں یہ ذکر کیا جائے کہ ہم نے اس کے جواب میں کیا اقدامات کئے ہیں۔ بعض دفعہ ایسی باتیں علم میں آتی ہیں جن کے متعلق جوابی کارروائی کرنے کا کوئی اپنے آپ کو ذمہ دار ہی نہیں سمجھتا۔ وہ سمجھتے ہیں ہر جوابی کارروائی براہ راست مرکز سے ہونی چاہیئے مثلاً انگلستان میں بعض دفعہ عیسائیوں کی طرف سے، بعض دفعہ دوسرے مسلمانوں کی طرف سے جماعت کے خلاف اشتعال انگیز لٹریچر، غلط فہمیاں پھیلانے والا لٹریچر تقسیم کیا جاتا ہے اور یہاں کوئی شخص اپنے آپ کو یہ ذمہ دار نہیں سمجھتا کہ اگر خلیفہ وقت یہاں موجود نہ ہو تب بھی ہماری لازماً ذمہ داری ہے کہ ہم خود اس کا جواب دیں یا جواب تلاش کریں۔ فوری طور پر جماعت کو مطلع کریں کہ کیا کارروائی کی جا رہی ہے۔ بعض دفعہ کئی کئی مہینے کے بعد اتفاقاً کوئی احمدی دوست وہ لٹریچر اٹھا کر مجھے بھجوا دیتا ہے کہ میرے علم کے مطابق فلاں وقت یہ لٹریچر تقسیم ہو رہا ہے اور ہمارے بچوں کے دماغوں پر برا اثر پڑ رہا ہے یعنی اگر وہ اس سے منفی رنگ میں متاثر نہیں بھی ہوتے تو تکلیف کا اثر ضرور پڑتا ہے۔ بے چینی پیدا ہوتی ہے۔ وہ کہتے ہیں ایسی باتیں کی جا رہی ہیں ہماری طرف سے کیا جواب ہے تو ایسی اطلاع ملنے پر جب میں نے تحقیق کی تو پتہ چلا کہ واقعۃً یہ بات درست ہے اور وہ بات یہ تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عیسائیوں سے مناظروں کے دوران جہاں ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سختی کی گئی ہے اور آپ کی گویا ہتک کی گئی ہے۔ ان الفاظ کو سیاق و سباق سے نکال کر اس طرح پیش کیا گیا کہ جس کے نتیجہ میں بہت ہی غلط تاثر پیدا ہوتا ہے کہ گویا نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں حضرت مسیحؑ کی کوئی بھی عزت نہیں تھی۔ بلکہ آپ ان کو یہ اور یہ اور یہ سمجھتے تھے اور الفاظ ایسے ہیں جن سے واقعۃً طبیعت ایک دفعہ مکدر ہو جاتی ہے کہ اگر مسیح واقعی نعوذ باللہ ایسے خوفناک شخص تھے تو نبی اللہ تو درکنار وہ ایک عام شریف انسان کہلانے کے مستحق بھی نہیں رہتے۔ یہ تاثر ہے جو قائم کیا جاتا ہے اور قائم کیا جا رہا تھا اور مہینوں گزر گئے لیکن جماعت انگلستان کو یہ خیال نہیں آیا کہ ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم فوری طور پر معلوم کریں کہ ان باتوں کا جواب کہاں پہلے سے موجود ہے۔ اگر نہیں ہے تو فوری طور پر اس کا جواب تیار کروایا جائے اور تقسیم کروایا جائے۔ چنانچہ میں نے پھر ان کا جواب لکھوایا اور "حضرت مسیحؑ کی ہتک کا الزام" کچھ اس قسم کا اس کا عنوان ہے اور اسے پھر باقاعدہ شائع کروایا۔ میں نہیں جانتا کہ ابھی تک جماعت انگلستان نے اس کا انگریزی ترجمہ کرکے تقسیم کرایا ہے کہ نہیں۔ مگر جب اس کا جواب آپ پڑھتے ہیں تو صورت حال بالکل برعکس ہو جاتی ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا احترام پہلے کی نسبت کئی گنا دل میں بڑھ جاتا ہے۔ کیونکہ اس مناظرے کا پس منظر بتایا جاتا ہے وہ صورت حال بتائی جاتی ہے جس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عیسائیوں پر یہ جوابی حملہ کیا ہے اور جب خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں یہ سمجھایا جاتا ہے کہ یہ حملہ ہرگز اس پاک اور مقدس ذات پر نہیں جس کا ذکر قرآن کریم میں مسیح نبی اللہ کے طور پر ملتا ہے بلکہ اس فرضی وجود پر ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں اور عیسائیوں کے لٹریچر میں خود ان کی اپنی زبان سے اس کا یہ تعارف کروایا گیا ہے اور جب یہ بتایا جاتا ہے کہ اس قسم کے جوابی حملے کی ضرورت کیوں پیش آئی تو پڑھنے والے کا دل بجائے اس کے کہ احمدیت سے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متنفر ہو اچانک حضرت مسیح موعودؑ اور احمدیت کی تائید میں اس کا دل پلٹ جاتا ہے۔ چنانچہ اس کا

ایک تجربہ ہالینڈ میں ہوا

وہاں احمدیت کے ایک بہت پرانے واقف اور جماعت میں آنے جانے والے دوست تھے جو غالباً گزشتہ ۴۰ سال سے یا اس سے بھی شاید زائد عرصہ سے ہالینڈ ہی تھے۔ وہ ایک اچھے عالم اور علم دوست انسان تھے۔ ان کے متعلق جب مجھ سے تعارف کروایا گیا کہ انہوں نے حال ہی میں بیعت کی ہے تو میں نے ان سے پوچھا کہ کس طرح آپ کو بیعت کی توفیق ملی تو انہوں نے بتایا کہ مجھے آپ کے مقامی امام نے ایک رسالہ ڈچ زبان میں ترجمہ کے لئے بھجوایا تھا اور اس کا عنوان ہے "حضرت مسیحؑ کی ہتک یا گستاخی کا الزام اور اس کا جواب"۔ وہ کہتے ہیں جب میں نے وہ پڑھا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت اس طرح دلنشین ہوئی کہ اس کے بعد میرے لئے کسی تردد کا سوال باقی نہیں رہا۔ پس وہی چیز جسے ایک رنگ میں دشمن پیش کرتا ہے اور احمدیت سے متنفر کر دیتا ہے۔ جب صحیح پس منظر میں پیش کی جائے تو احمدیت کی محبت پیدا کرنے کا موجب بن جاتی ہے۔ پس اس پہلو سے ہر ملک کا فرض ہے کہ دشمن کی کارروائیوں پر نظر رکھے اور یہ علم ہوتے ہی کہ فلاں قسم کا لٹریچر جماعت کے خلاف شائع کیا جا رہا ہے فوری طور پر معلوم کیا جائے کہ اس لٹریچر کا پہلے کون سا مؤثر اور شافی جواب موجود ہے۔ اگر نہ ہو یا اس وقت کے حالات کے تقاضوں کے مطابق پورا نہ ہو تو نیا لٹریچر تیار کیا جائے لیکن یہ کام لازماً اول طور پر سیکرٹری اصلاح و ارشاد کا ہے اور چونکہ سیکرٹری دعوت الی اللہ اسی کے تابع ہے یا اسی کے دو نام ہو سکتے ہیں اس لئے جہاں تک میں سمجھتا ہوں دعوت الی اللہ کا الگ سیکرٹری نہیں ہے۔ لیکن اگر الگ سیکرٹری مقرر ہو گیا ہو تو اس کی بھی تحقیق کی جائے بہرحال اول طور پر یہ کام اصلاح و ارشاد کے سیکرٹری کا ہے اور اس کے ساتھ اگر سیکرٹری اشاعت ہے تو اس کا بھی یہ کام ہے۔ اور اگر الگ سیکرٹری دعوت الی اللہ ہے تو اس کا بھی یہ کام ہے۔ ان تینوں میں سے جس کو بھی پہلے معلوم ہو کہ فلاں قسم کا مخالفانہ حملہ شروع ہو چکا ہے تو اس کا اولین فرض ہے کہ وہ فوری طور پر اپنے ساتھیوں کو بھی مطلع کرے، امیر کو مطلع کرے۔ اور جوابی کارروائی کے لئے فوری طور پر پہلے تحقیق شروع کی جائے اور تحقیق کے بعد یہ فیصلہ کیا جائے کہ کسی پرانے شائع شدہ رسالہ کو جواباً شائع کرنے کی ضرورت ہے یا نیا رسالہ لکھنے کی ضرورت ہے۔ اس تیزی سے اس کے متعلق کارروائی ہونی چاہیئے کہ جیسے بجلی کی سرعت سے کام کیا جاتا ہے۔ ورنہ بعض دفعہ مہینوں، بعض دفعہ سالوں جماعت کی مخالفانہ کارروائیوں کا علم رکھنے کے باوجود جوابی کارروائی نہیں ہو رہی ہوتی اور ایک قسم کا انجماد سا پایا جاتا ہے، بے حسی سی پائی جاتی ہے۔ اس طرح تو دعوت الی اللہ کے کام نہیں چل سکتے۔ ایسا تیزی سے ردعمل ہونا چاہیئے جیسے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دکھایا کرتے تھے۔ اس زمانہ میں آپ اکیلے تھے۔ کوئی مدد و معاون، کوئی مددگار نہیں تھا جب آپ نے کام کا آغاز کیا ہے۔ اور مامور ہونے سے پہلے سے آپ کے دل کی کیفیت یہ تھی کہ اسلام پر حملہ ہو کہیں شدید بے تاب ہو جاتے تھے۔ اور فوراً جوابی کارروائی کرتے تھے۔ بعض دفعہ بعض رسالوں کے جواب آپ نے راتوں رات بیٹھ کر لکھے اور ان کو ایک یا دو راتوں میں ہی تیار کر کے اس مضمون کو شائع کروا دیا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی یہی کیفیت تھی۔ تو اس زمانے میں مددگار نسبتاً کم تھے لیکن جو بھی تھے وہ والہانہ جذبے

رکھتے تھے۔ اور چونکہ احساس بہت شدید تھا۔ اور دین کی غیرت، اور دین کی محبت ایک بہت بلند مقام پر فائز تھی۔ اس لئے یہ ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ اسلام کے خلاف کوئی کارروائی ہو اور اس کے جواب میں فوری کارروائی رونما نہ ہو۔ اب یہ جو کیفیت میں دیکھ رہا ہوں اس کی وجہ سے مجھے تکلیف پہنچتی ہے اور حیرت بھی ہوتی ہے کہ یہ کیوں سمجھا جاتا ہے کہ مجھے ان باتوں کی صرف اطلاع کر دینا کافی ہے۔ بعض دفعہ وبدہ سے بھی صدر انجمن کے کارکنوں کی طرف سے بھی ایسی غلطی ہوتی ہے کہ اطلاع کر دیتے ہیں اور آگے یہ بھی نہیں لکھتے کہ اس کے جواب میں ہم نے کیا کارروائی کی ہے۔ بار بار ان کو لکھ کر اور سمجھانے کے بعد اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے کسی حد تک اصلاح ہوئی ہے۔ لیکن ابھی بھی بعض دفعہ ایسی حرکت ہو جاتی ہے۔ اطلاع کرنا تو بہت اچھا ہے اور ضروری ہے۔ جب بھی کسی قسم کی کوئی مخدوش بات ظاہر ہو، قابلِ فکر صورتِ حال پیدا ہو تو لازماً مجھے اطلاع کرنی چاہیئے۔ لیکن اگر امیر کے علم میں بات آئے یا متعلقہ عہدیدار کے علم میں بات آئے اور وہ اطلاع کرے تو ساتھ یہ اطلاع بھی کرنی چاہیئے کہ آپ مطمئن رہیں۔ ہم اس سلسلہ میں یہ جوابی کارروائی کر رہے ہیں۔ یا اس جوابی کارروائی کا آغاز ہو چکا ہے لیکن ایسا نہیں ہوتا۔

جہاں تک اعتراضات کا تعلق ہے

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب جماعت نے جوابات کا ایک بہت عمدہ سلسلہ جمع کرانا شروع کیا ہے۔ وہ زیادہ تر تو پاکستان کے اور ہندوستان کے علماء کے اعتراضات کے جوابات پر مشتمل ہے لیکن انشاء اللہ تعالیٰ اسی سلسلہ کو عیسائیت اور دیگر مذاہب پر بھی ممتد کر دیا جائے گا۔ اور جس طرف سے جو اعتراضات وارد ہوتے ہیں ان کے جوابات کے سلسلے انشاء اللہ تعالیٰ طبع ہو کر جماعت کی خدمت میں پیش کئے جائیں گے۔ لیکن میں واپس اس طرف لوٹتا ہوں کہ دعوت الی اللہ کے مرکز میں ایسا رجسٹر ہونا ضروری ہے جس پر اس قسم کی کارروائیوں کا اندراج ہو۔ اور پھر جوابی کارروائی کے متعلق نوٹ ہو کہ یہ کارروائی کی جا چکی ہے یا کی جا رہی ہے۔ تاکہ ہر شخص وہاں جب بھی اس رجسٹر کو دیکھے تو اس کو معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت ایک مستعد اور بیدار جماعت ہے۔ اور جس اعتراض کے سلسلہ میں بھی اس کو تلاش ہو وہ کارروائی میں معلوم کر سکے کہ یہ جوابی کارروائی ہو چکی ہے یا ہو رہی ہے۔

ایک رجسٹر شکایات کا بھی موجود ہونا چاہیئے۔ جہاں انتظامات کے خلاف یا کتابوں میں غلطی کے متعلق شکایات ہوں تو وہ درج ہونی چاہئیں اور اس کے متعلق بھی جو جوابی کارروائی ہے یا اصلاحی کارروائی ہے اس کا اندراج ہو۔ بعض دفعہ بعض دوست سلسلہ کے طبع شدہ لٹریچر میں کچھ غلطی نکالتے ہیں یا محسوس کرتے ہیں کہ فلاں بات غلط ہو گئی ہے تو اگر وہ مجھے لکھ دیں تو فوری طور پر متعلقہ شعبہ کو متوجہ کر کے پوری طرح تسلی کر لی جاتی ہے کہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کر لی جائے گی۔ لیکن بسا اوقات بعض دوست مجھے نہیں لکھتے۔ اور اپنے مقامی امیر کو یا کسی عہدیدار کو متوجہ کرا دیتے ہیں۔ اور بات وہاں ختم ہو جاتی ہے۔ اس کا مجھے اس لئے علم ہے کہ بعض لکھنے والوں نے یعنی ایسی شکایات بھیجنے والوں نے مجھے یہ لکھا کہ اتنے سال ہو گئے ہیں ہم جماعت کو، متعلقہ عہدیداران کو متوجہ کر رہے ہیں لیکن کسی نے اصلاح کی طرف توجہ نہیں کی۔ اسی طرح وہ چیز غلط سلط چھپتی چلی جا رہی ہے۔ اور ایک دو معاملات میں میں نے خود تحقیق کی تو ان کی بات درست نکلی اور پھر جب تحقیق کی کہ کیوں ایسا ہوا ہے تو ہر شخص اپنی ذمہ داری دوسرے پر ڈالتا چلا جاتا تھا۔ اور بعض باتیں اتنی پرانی ہو جاتی ہیں کہ پھر پوری تحقیق ہو بھی نہیں سکتی۔ اور ہو بھی تو اس کا کوئی خاص فائدہ نہیں رہتا۔ اس لئے ہر جماعت میں اپنے اپنے شعبہ کے متعلق رجسٹر شکایات ہونا چاہیئے اور صرف یہیں نہیں بلکہ دوسرے شعبوں میں بھی مگر چونکہ میں یہاں دعوت الی اللہ کا ذکر کر رہا ہوں اس لئے یہاں ایک رجسٹر شکایات ضروری ہے جس میں ایسی شکایات بھی درج ہوں کہ ہم آئے اور ہم سے حسنِ سلوک نہیں کیا گیا۔ ہم آئے اور ہم نے کہا کہ فلاں صاحب کو ہم اتنی دور سے لے کر آ رہے ہیں مگر مربی صاحب نے پانی بھی نہ پوچھا، بیٹھنے تک کی دعوت نہ دی۔ یا جس عہدیدار کے بھی خلاف شکایت ہو وہ وہاں درج ہونی چاہیئے۔ اور متعلقہ بالا افسر یا امیر کی طرف سے جو کارروائی ہو اس کا اندراج ہونا چاہیئے۔ ورنہ بعض دفعہ یہ دقت پیش آتی ہے کہ ایک پرانی شکایت کا ذکر کر کے بعض دوست کہہ دیتے ہیں کہ جی! جماعت کے نظام کا یہ حال ہے۔ ہم یہ کرتے رہے، یہ کرتے رہے۔ کچھ بھی نہیں ہوا۔ اور وہ بات ان کی غلط ہوتی ہے۔ یا کارروائی ہو چکی ہوتی ہے اور وہ اس کا ذکر نہیں کرتے۔ تو ایسا رجسٹر اگر ہو تو جب بھی میں جماعت سے پوچھوں کہ کوئی ایسا واقعہ گزرا ہے، کہ نہیں۔ اور اگر گزرا تو آپ نے کیا کارروائی کی تو فوراً وہ مجھے دکھا سکیں۔ بہرحال دعوت الی اللہ کا کام چونکہ بہت ہی نازک جذبات سے تعلق رکھنے والا کام ہے۔ اگر کوئی شخص احمدیت میں دلچسپی لے رہا ہے اور اس کے جذبات کو ٹھوکر لگانے کا ظلم کیا جائے تو یہ کوئی معمولی جرم نہیں ہے۔ اس لئے اس معاملہ میں تو غیر معمولی احتیاط کی ضرورت ہے۔

داعیین الی اللہ کو تازہ دم رکھنا بہت ضروری ہے۔

تازہ دم رکھنے سے مراد یہ ہے کہ وقتاً فوقتاً ان کو ایسا مواد مہیا ہوتا رہے جس سے اُن کی رُوح تازہ ہو۔ ان کے اندر دعوت الی اللہ کی محبت پیدا ہو۔ ان کے اندر نئے جذبے بیدار ہوں۔ اُن کا جذبہ، ان کی دُعائیں، تبلیغ کے دوران رونما ہونے والے معجزات یہ ایسا مواد ہے جن سے ان کو مختلف رنگ میں مختلف وقتوں میں ایسا مواد مہیا کیا جائے جس سے وہ ان واقعات کو پڑھ کر اپنی رُوح کی تازگی اور شادابی کے سامان پیدا کریں۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کا اس لئے خصوصیت سے ذکر کیا ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کے زمانہ کے دعوت الی اللہ کے واقعات بہت کم محفوظ ہیں حالانکہ اُس زمانہ میں اس کثرت سے دعوت الی اللہ ہوئی ہے اور کوئی بھی پیشہ ور خدمت کرنے والا نہیں تھا جو باقاعدہ تنخواہ دار ہو۔ اس کے باوجود تمام صحابہؓ نے آناً فاناً عرب میں بھی اور عرب سے باہر دوسرے ممالک میں بھی اسلام کا پیغام پہنچایا۔ تو بغیر دعوت الی اللہ کے تو یہ ممکن نہیں تھا لیکن افسوس ہے کہ ان تفاصیل کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔ تجارب کا ذکر نہیں ملتا۔ کیا کیا باتیں ہوئیں اور کس طرح ان کو جوابات دیئے گئے، کیا مشکلات پیش آئیں۔ کس طرح ان مشکلات پر قابو پایا گیا۔ دُعائیں کی گئیں۔ معجزات رُونما ہوئے۔ ان کا تفصیلی ذکر نہیں ہے۔ منجملہ تاریخ میں صرف ان باتوں کا پتہ چلتا ہے کہ اس قسم کے واقعات ہوتے رہے ہیں۔ مگر چونکہ دعوت الی اللہ کی تاریخ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں دُہرائی گئی ہے اس لئے اس تازہ تاریخ سے ہم استفادہ کر کے یہ بھی اندازہ کر سکتے ہیں کہ پہلے کیا ہوتا ہوگا۔ کون سی چیزیں تھیں جو کامیاب ہوتی ہیں۔ اس قسم کی کتب اگر ضخیم کتب کی شکل میں پہنچائی جائیں تو بعض دفعہ ایسا فائدہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ ہر شخص کے پاس وقت نہیں ہوتا کہ وہ زیادہ ضخیم کتابوں کا مطالعہ کر سکے۔ اور ایک دفعہ اگر مطالعہ کر بھی لے تو ایک دفعہ ہی اس کی سیری ہو جائے گی۔ لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ ایک دفعہ سیری نہ ہو بلکہ بار بار ہو۔ اس لئے چھوٹے چھوٹے رسائل ان مضامین کے شائع ہوتے رہیں خواہ آپ کے ملکی رسائل میں یہ مضامین شائع ہوں یا چھوٹے چھوٹے پمفلٹس کی شکل میں صرف دعوت الی اللہ کرنے والوں کو انگیخت کرنے کے لئے اور اُن کے جذبے دوبارہ بیدار کرنے کی خاطر چھپوائے جائیں۔ اور اُن تک پہنچائے جائیں تو اس سے مجھے اُمید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ عموماً بہت فائدہ پہنچے گا۔

پھر ایسے ایمان افروز واقعات کا انتخاب

اچھا ہونا چاہیئے۔ اور کسی خاص منصوبے کے ماتحت ہونا چاہیئے۔ اتفاقی طور پر نہ ہو۔ مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض صحابہ مختلف مذاہب کا گہرا علم رکھتے تھے۔ اور جب بھی آپ ان کے تبلیغی واقعات کا مطالعہ کرتے ہیں تو حیران ہو جاتے ہیں کہ ان کو مختلف مذاہب کا ذاتی طور پر اتنا گہرا علم تھا اور مناظرے کے دوران مدِ مقابل ان کو دھوکہ نہیں دے سکتا تھا۔ اس قسم کے واقعات جب کوئی پڑھتا ہے تو لازماً اس کی توجہ اپنا علم بڑھانے کی طرف ہوتی ہے۔ اور اس کا بھی دِل چاہتا ہے کہ میں بھی ایسا عالم فاضل بنوں۔ حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکیؓ کے مناظرے ہیں۔ حضرت مولوی سرور شاہ صاحبؓ کے، حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے، حضرت مولوی محمد احسن صاحب امروہیؓ کے، اس طرح کے بہت بڑے بڑے بزرگ علماء ہیں جن کے علم و فضل کے سامنے انسان اپنے آپ کو ایک بالکل معمولی اور بے حیثیت انسان سمجھنے لگتا ہے۔ جب آپ اُن کے واقعات پڑھیں تو اُن کا رعب دِل پر قائم ہوتا ہے۔ وہ پہاڑوں کی طرح آپ کے سامنے بلند ہوتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ تو ایسے واقعات کا انتخاب الگ ہو جس سے جماعت میں اپنا علم بڑھانے کا شوق پیدا ہو۔ اور دیگر مذاہب کے مطالعہ کا شوق پیدا ہو۔ اس کے علاوہ فنِ مناظرہ کے لحاظ سے برجستہ دلچسپ جواب دینے کا فن بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض صحابہ کو بطور خاص حاصل تھا۔ اور اس اعتبار سے بہت بڑے بڑے دلچسپ واقعات ہیں۔ بڑے لطائف پیدا ہوا کرتے تھے جبکہ دشمن سمجھتا تھا کہ ہم نے زیر کر لیا ہے۔ اچانک اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جواب دینے والے کو خدا تعالیٰ ایسی بات سُجھا دیتا تھا کہ اچانک صورتِ حال دشمن پر پلٹ جاتی تھی۔ تو اس قسم کے جو واقعات ہیں وہ اپنے اندر ایک خاص لُطف رکھتے ہیں اور ان کو پڑھنے کے بعد انسان کا ذہن حاضر دماغی کی طرف منتقل ہوتا ہے، برجستہ جوابات دینے کا سلیقہ اس کو آتا ہے۔ اور اس کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کی بھی تبلیغ کے میدان میں بڑی ضرورت ہے۔ کیونکہ نیک نصیحت کے بعد پھر قرآن کریم فرماتا ہے کہ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ۔

کر پھر اگر مقابل اور فہم اور دلائل کی لڑائی شروع ہو جائے تو جادلھم ... غریب لڑو ان کے ساتھ لیکن احسن طریق پر۔ اسی طرح لڑو کہ تمہاری دلیلیں زیادہ حسن رکھنے والی ہوں۔ تمہارا طرز مجادلہ زیادہ حسین ہو اور زیادہ دلکش ہو تو یہ سب باتیں آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کے تبلیغی واقعات میں نظر آتی ہیں۔ پھر دعاؤں کے مقامات ہیں۔ جب انسان آگے کوئی راہ نہیں پاتا تو دعاؤں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ نے جہاں بھی دعاؤں سے کام لیا ہے خدا تعالیٰ نے حیرت انگیز نشانات ان کے لئے ظاہر فرمائے ہیں اور آپ جب ان واقعات کو پڑھیں گے تو حیران ہوں گے کہ آپ میں سے بہت سے ایسے ہیں جن کے خاندانوں کے جد امجد دعاؤں ہی کے طفیل احمدی ہوئے تھے اور بعض خاندان کے افراد کو پتا بھی نہیں کہ ہمارے خاندان میں احمدیت کیسے آئی تھی اور ہمارے بزرگوں نے اس زمانہ میں جب کہ احمدیت کو قبول کرنا ایک بہت بڑے دل گردہ کا کام تھا کیوں قبول کر لیا۔ ان واقعات کو پڑھتے ہوئے پھر ان خاندانوں کے بزرگوں کے بعض دفعہ نام آتے ہیں تو دل چاہتا ہے کہ ان کو سارے افراد کو پتہ ہو کہ ہم کس کی اولاد ہیں۔ کن واقعات کے نتیجہ میں ہمارے بزرگوں کو یہ روشنی نصیب ہوئی مگر بہر حال اس کے علاوہ جو فائدہ میرے پیش نظر ہے وہ یہ ہے کہ ان واقعات کو پڑھ کر ہر دعوت الی اللہ کرنے والے کے دل میں یہ بات جاگزیں ہو جائے گی کہ دعوت الی اللہ کا کام خشک اور خالی دل کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔ اس کا روحانیت کے ساتھ گہرا واسطہ ہے۔ جب تک آپ خدا نما وجود نہ ہوں، جب تک آپ کا رب سے تعلق نہ ہو اس وقت تک یہ کام میرے بس کا نہیں ہے اور چونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے قدرت نمائی کے واقعات وہ پڑھ چکا ہو گا اس لئے پہلے سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کی ہستی پر کامل یقین ہو گا اور خدا تعالیٰ کی محبت دل میں پہلے سے بڑھ کر موجزن ہو گی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی ساری زندگی پر اس کے اچھے اثرات مترتب ہوں گے تو یہ دعوت الی اللہ کرنے والا جہاں دوسرے کو خدا کی طرف بلا رہا ہو گا دعوت الی اللہ کی تیاری کے دوران وہ خود بھی خدا کی طرف کھینچا چلا جا رہا ہو گا۔ اس لئے دعوت الی اللہ کے کام کو اگر سلیقے اور ترتیب سے کیا جائے تو اس کے پیچھے بڑا ... بہت بڑے فوائد ہیں اور دعوت الی اللہ کو پھر خدا کے فضل کے ساتھ بڑے بڑے پھل لگ سکتے ہیں۔ پس ایک یا دو یا تین باتوں کا نام دعوت الی اللہ نہیں بلکہ ایک بہت وسیع نظام کا نام ہے۔ اس میں جماعت کی انتظامیہ کو بھی بھرپور حصہ لینا ہو گا۔ ان ساری باتوں کے جائزے لے کر ایک بہت گہرے منصوبے کے مطابق سلیقے اور ترتیب کے ساتھ پھر اس کام کو رفتہ رفتہ کھولنا ہو گا اور سب دعوت الی اللہ کرنے والوں پر نظر رکھنی ہو گی۔ یہ کام دیکھنے میں بڑا وسیع اور مشکل ہے لیکن جب توفیق تھوڑا تھوڑا شروع کر دیا جائے تو آسان ہوتا چلا جاتا ہے اور کچھ مشکل نہیں رہتا۔ دوسرے لفظوں میں با قاعدہ کام کرنے والوں کی طرف تربیت کی ضرورت ہے جو شروع میں کچھ مشکل معلوم ہوتی ہے۔ افراد اور ان کے ساتھی اگر ایک دفعہ کچھ لوگوں کی صحیح تربیت کر لیں تو وہ ٹیمیں ان کے ساتھ ہوں گی اور معاون بن کر خدمت کرتی رہیں گی پھر آگے اور اچھے تربیت یافتہ لوگ پیدا ہوتے رہیں گے۔

اس کے علاوہ مقامی طور پر جب دعوت الی اللہ کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ اپنی تائید میں نشان ظاہر فرماتا ہے تو ان کو دیکھ کر داعیین الی اللہ تک پہنچانا بھی بہت اہم ہے اور جہاں جہاں بھی تبلیغ ہو رہی ہے وہاں ایسے واقعات ہو رہے ہیں۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ خدا تعالیٰ کی تائید کے بغیر تبلیغ کر کے پھل لگیں اور جہاں کہیں کوئی بیعت ہوتی ہے تو ان کی گفتگو سے دوران میں محسوس ہوتا کہ خدا تعالیٰ نے کسی رنگ میں دلائل کی بات نہیں تھی اور بہت سے باتیں ایسی ہیں اس نے ان کو دیکھا پہ اثر ڈالا اور بعض اعجازی نشان ایسے ہیں جو آنکھوں نے دیکھے تو وہ نشان جو قریب کے نشان ہوں وہ زیادہ دل پر اثر پیدا کرتے ہیں۔ بہت دور کے نشان یقیناً ... اس میں شک نہیں کہ ... دل پر اتنا اثر نہیں کر سکتے جتنا ایک قریب کی چیز دل پر اثر کرتی ہے۔ اس وجہ سے آپ کے اپنے تجارب جو ماضی سے گزر رہے ہیں یا نشان ظاہر ہوا، ایک واقعہ آپ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اس کا دل پر بہت زیادہ گہرا اثر پڑتا ہے بہ نسبت ۱۰۰ سال پہلے یا ہزار سال پہلے کے ایک اعجازی نشان کا علم ہونے سے جو دل پر اثر پڑتا ہے۔ انسانی

فطرت ہے کہ جو چیز قریب ہے اس کا دل پر اثر پڑتا ہے۔ اقبال نے اس مضمون کو اس طرح بیان کیا ہے

ے تمہارا نہیں ہے جو ہے نہ ہو گا یہی ہے اک حرف محرمانہ
قریب تر ہے نمود جس کی اسی کا مشتاق ہے زمانہ

تو اس شعر میں بڑی گہری حکمت ہے۔ علامہ اقبال کو بعض احمدی سمجھتے ہیں کہ گویا ایک ایسا قوم ہے جس کا ہماری زبان پر آنا ہی گویا کہ جرم ہے۔ یہ نہایت بیہودہ خیال ہے۔ علامہ اقبال نے جماعت کے خلاف بھی باتیں لکھی ہیں۔ اس سے پہلے جماعت کی تائید میں بھی بہت کچھ لکھا تھا۔ علاوہ ازیں ایک اچھے شاعر تھے اس میں کوئی شک نہیں ہے اور اچھے بڑے حکیم وقت نہ ہوں جتنا بیان کیا جاتا ہے مگر ان کی باتوں میں کئی جگہ بہت اچھی اچھی حکمت کی باتیں ملتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی نصیحت ہے:

اَلْحِکْمَۃُ ضَآلَّۃُ الْمُؤْمِنِ۔ پس ہمیں حکمت سے پیار ہونا چاہیئے۔ میں اس لئے اس بات کا ذکر کر رہا ہوں کہ ایک ملک میں ایک مربی نے کسی دوسرے احمدی کے ادبی ذوق کی داد دیتے ہوئے جماعتی مجلس میں علامہ اقبال کے ایک شعر کی تعریف کیوں کی۔ وہ شعر غلط استعمال ہوا تو اس میں کوئی شک نہیں لیکن جہاں تک علامہ اقبال کے شعر کی تعریف کا تعلق ہے تو جو تعریف کے قابل چیز ہے ہر سچے انسان کا کام ہے، فرض ہے اس کے اندر ایک طبعی جوہر پایا جانا چاہیئے کہ وہ اس کی تعریف کرے۔ پس اس بات کو پیش نظر رکھیں کہ کوئی اچھی بات علامہ اقبال نے کہی ہے یا ظفر علی خان نے کہی ہے حتی کہ عطاء اللہ شاہ بخاری کے منہ سے بھی کوئی اچھا کلمہ نکل گیا ہو تو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی نصیحت یہ ہے کہ اَلْحِکْمَۃُ ضَآلَّۃُ الْمُؤْمِنِ اصل میں تو وہ مومن کو زیب دینے والا کلمہ ہے۔ مومن ہی کی ملکیت ہے۔ ہر اچھی چیز مومن کو زیب دیتی ہے جہاں سے ملے اچھی سمجھ کر لو تو بہر حال اقبال کا جو یہ شعر ہے بہت گہری حکمت پر مبنی ہے کہ

قریب تر ہے نمود جس کی اسی کا مشتاق ہے زمانہ

تو معجزے دکھا کے قریب تر آپ ہوں

اور آپ کے قریب جو معجزے ہیں وہ آپ کو زیادہ روشن دکھائی دیں گے، زیادہ متاثر کرنے والے دکھائی دیں گے اور وہ دعوت الی اللہ کرنے والے جو اپنے اوپر وارد ہونے والے تجربے پیش کر سکتے ہوں ان کو یقین رکھنا چاہیئے کہ ان نشانات میں بہت زیادہ اثر ہو گا بہ نسبت کتابوں میں پڑھے جانے والے ان نشانات کے جو دراصل بہت عظیم الشان تھے۔ پس آپ کے دوستوں کو آپ کی ذات میں کچھ عادات دکھائی دینی چاہئیں۔ کچھ عجائب کام دیکھنے کو ملنے چاہئیں اور ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس شخص کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ پس جب اس قسم کے واقعات جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے آپ دعوت الی اللہ کرنے والوں کو بھیجیں گے تو ان کی توجہ اس طرف پیدا ہو گی اور وہ اپنا جائزہ لیں گے اور خدا تعالیٰ سے اپنا قرب کا تعلق بڑھانے کی کوشش کریں گے۔ دل میں بہت دفعہ بے قرار تمنا پیدا ہو گی۔ وہ رو رو کر دعائیں کریں گے کہ اے خدا!

ے عشق پہنچے ہے اُدھر بھی کی طرف بلکہ تم بھی
ہیں خانہ ہمہ آفتاب یہیں یعنی تو ادھر بھی

تو مسیح موعود کے ساتھ جن داعیان کے ایسے سلوک کئے اور ایسے ایسے عظیم الشان نشانات دکھائے ان کو ... حیرت انگیز طور پر ظاہر ہوا جو حیرت انگیز کام ان کی خاطر دکھائے ... جن کے ... ہیں۔ ہمیں بھی اپنے ... نصیب فرما ... ہم بھی ... برکت سے جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے ان دعوت الی اللہ کرنے والوں کے ذریعے نشان دکھانے کی توفیق عطا فرمائی ہم کو بھی ... ہم پر ظاہر فرما۔ یہ دعا ہے جو بعض دفعہ ... ہوتا ہے۔ لیکن اس دعا میں وہ اثر نہیں پیدا ہو سکتا جتنا کسی ... پیدا ہونے والی دعا میں اثر ہوا کرتا ہے۔ اس لئے ... دیکھیں گے کہ جہاں ان واقعات کو پڑھنے کی کیا ضرورت ہے ... کر لے اللہ میں نشان ... باتیں ہیں ... اثر پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اثر ... باتوں سے پیدا نہیں ہوا کرتا۔ قرآن کریم نے اس کی مثال دی ہے۔ چنانچہ حضرت زکریاؑ کے متعلق فرمایا کہ وہ

ملتوں سے یہ دُعا کر رہے تھے کہ اے خدا! مجھے اولاد دے۔ مجھے بیٹا دے اور اس مضمون کو پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ ساری عمر یہ دُعا کی لیکن مایوس نہیں ہوئے لیکن اس دُعا میں وہ اثر پیدا نہیں ہوا جو اس واقعہ کے بعد ہوا کہ آپ ایک دفعہ حضرت مریمؑ کے حجرہ میں گئے۔ وہاں آپ نے اللہ تعالیٰ کے نازل ہونے والے عظیم نشانات دیکھے۔ وہ رزق دیکھا جو حضرت مریمؑ کو عطا ہو رہا تھا۔ اس کے نتیجہ میں اس نظارہ سے آپ کے دل میں ایک عجیب ولولہ اُٹھا ہے اور اس پر آپ نے دُعا کی ہے کہ اے رب! مجھے بھی ایک پاک بیٹا عطا کر۔ مجھے بھی ایسا بیٹا عطا کر جو تیرے نام کو بلند کرنے والا ہو جو تیرے نور کو دُنیا میں پھیلانے والا ہو اور میری اچھی باتوں کو میرے بعد زندہ رکھنے والا ہو تاکہ میرے شریک یہ طعنہ نہ دیں کہ اس کی اچھائیاں اس کے ساتھ ہی مر گئیں۔ وہ میری نیکیوں کا وارث ہو۔ وہ دُعا جس جذبہ سے اُٹھی ہے وہ ایسا جذبہ تھا کہ جس کے نامقبول ہونے کا سوال ہی نہیں تھا اور جب آپ نے یہ دُعا کی کہ اے خدا! میرے تو بال سفید ہو گئے، میری ہڈیاں نکل گئیں یہ دُعا کرتے کرتے اب میں اے خدا! یہ دُعا کرتا ہوں کہ تو قبول فرما۔ میں تجھ سے مایوس نہیں ہوں تو معاً اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ ہاں! ہم تجھے ایک بیٹے کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا۔ ایسا نام جو اس سے پہلے کبھی دُنیا نے نہیں سُنا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھر حضرت یحییٰ اسی شان کے ساتھ پیدا ہوئے جس شان کے ساتھ آپ کی خوشخبری دی گئی تھی اور آپ کی زندگی کے متعلق تو خیر ایک الگ لمبا مضمون ہے۔ میں واپس اس مضمون کی طرف آتا ہوں کہ دُعا وہی ہوتی ہے جو مختلف وقتوں میں کی جاتی ہے مگر بعض دفعہ وہ دُعا اثر سے لبریز ہو جاتی ہے اور بعض دفعہ وہ دُعا ایک سرسری سی دُعا رہتی ہے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ نعوذ باللہ حضرت زکریاؑ سرسری دُعا کیا کرتے تھے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ایک نبی جو دل کی گہرائی سے دعا کرتا ہے اس کی دعاؤں میں بھی مختلف وقتوں میں مختلف اثرات ہوتے ہیں۔ عام آدمی کی دعاؤں میں بھی مختلف وقتوں میں مختلف اثرات ہوتے ہیں مگر جب کسی خاص واقعہ سے دل پر بہت گہرا اثر پڑا ہوا ہو تو اس وقت کی دُعا اور رنگ رکھتی ہے۔ پس جب آپ بزرگوں کے اچھے واقعات پڑھیں دل پر اثر کرنے والے واقعات پڑھیں تو جس نوعیت کے وہ واقعات ہوں اسی نوعیت کی جو دُعا دل سے اُٹھے گی وہ عام دُعاؤں کے مقابل پر زیادہ اثر رکھنے والی ہوگی۔

پس دعوت اِلی اللہ کرنے والے تو سادہ لوگ ہیں۔ اکثر علم کے لحاظ سے بھی بہت پیچھے ہیں۔ کمزور ہیں۔ جذبہ ہے کہ ہم دعوت اِلی اللہ کرنا چاہتے ہیں اور کرنے کیلئے اپنا نام پیش کر دیتے ہیں مگر ان سے سلیقے کے ساتھ کام لینا، ان کی ضروریات کو پورا کرنا، ان کی تربیت کرنا، ان پر نظر رکھنا ان کی موقعہ بہ موقعہ مدد کرتے رہنا اور ان کو دن بدن دعوت اِلی اللہ کے کام کیلئے زیادہ تیار کرتے رہنا یہ سارے کام نظامِ جماعت کے کام ہیں اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اور جو ذرائع میں نے آج آپ کے سامنے رکھے ہیں ان کو اگر آپ استعمال کریں تو میں اُمید رکھتا ہوں کہ اس سے انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی دعوت الی اللہ کے کام میں بہتری کی طرف نمایاں فرق پیدا ہوگا اور اس کے علاوہ چند باتیں ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ اگلے خطبہ میں میں ان کو بیان کر سکوں گا کہ نہیں مگر انشاء اللہ اس موضوع پر وقتاً فوقتاً آپ سے مخاطب ہوتا رہوں گا۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس عظیم الشان کام کو اس طرح سرانجام دیں جس طرح جماعت احمدیہ سے توقعات کی گئی ہیں۔ جب میں کہتا ہوں کہ جماعت احمدیہ سے توقعات کی گئی ہیں تو یاد رکھیں کہ ہم سے یہ توقع کی گئی ہے کہ اسلام کی بعثتِ ثانیہ میں تبلیغ کے کام کو جماعت احمدیہ اپنے منتہیٰ تک پہنچا دے گی اور اوّلین کے دور میں جو عظیم الشان کام حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم کے ہاتھوں سے جاری ہوا آخری کے دور میں آپ ہی کے غلام کامل اور عاشق کامل حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اس کام کو آگے بڑھایا جائیگا یہاں تک کہ ساری دُنیا اسلام میں داخل ہو جائے گی۔ یہ توقع ہے۔ اور یہ توقع آپ سے خدا تعالیٰ نے کی ہے۔ اس توقع کا قرآن کریم میں ذکر ملتا ہے کہ ایک ایسا روحانی وجود پیدا ہوگا جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم کے دعوت اِلی اللہ کے کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیگا۔ یہ وہ وعدہ ہے جو قرآن کریم میں دیا گیا ہے۔ جس کے متعلق بہت سے بڑے بڑے پُرانے مفسرین اور بزرگ بیان کرتے ہیں کہ یہ وعدہ مسیح موعودؑ کے زمانہ میں پورا ہونا ہے لِیُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ یہ وہ وعدہ ہے جس کا میں ذکر کر رہا ہوں۔ ایک ایسا ظاہر ہونے والا ظاہر ہونا تھا جس کے زمانہ میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم کا دین تمام دوسرے ادیان پر غالب آنا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ سے یہ توقع رکھی اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم کو اس کی خوشخبری عطا فرمائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم کے دل پر اس آیتِ کریمہ کا جو اثر ہوا ہوگا اس کا ہم پورا تصور تو نہیں کر سکتے مگر میں یہ یقین رکھتا ہوں کہ اس کے بعد ہم ہمیشہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم کی دُعاؤں میں شامل ہو گئے ہوں گے کہ اے خدا! جن پر بھی تو نے یہ ذمہ داری ڈالنی ہے ان کو توفیق عطا فرما ان کی مدد فرما اور ان کے لئے اس کام کے سارے مراحل آسان فرما دے تو آپ کے ساتھ، میرے ساتھ، ہم سب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بہت سی توقعات وابستہ ہیں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ وسلم کی توقعات اور دُعائیں وابستہ ہیں اس لئے اس کام کو اگر ہم کما حقہٗ نہ کر سکیں تو ہمارا قصور ہے۔ یہ کام نہ صرف یہ کہ ہو سکتا ہے بلکہ ضرور ہوگا کیونکہ یہ تقدیر ہے اس تقدیر کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ اس لئے کوئی عذر کام نہیں آئیگا کہ جی! جن لوگوں کو ہم تبلیغ کرتے تھے وہ بنجر زمینیں تھیں وہ گندے علاقے تھے۔ جس قسم کے بھی لوگ تھے، جس قسم کے بھی علاقے تھے ان سب کا علم اللہ تعالیٰ کو تھا اس کے باوجود خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ وعدہ فرمایا کہ ایک ایسا وقت آئے گا کہ دینِ اسلام کو تمام دیگر ادیان پر غالب کر دیا جائیگا اور اہل اللہ بزرگوں نے اس آیت کریمہ کے متعلق یہ تفسیر بیان فرمائی کہ یہ واقعہ مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ہونے والا ہے۔ پس ہم جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچی جماعت ہیں ہم سے بہت بڑی توقعات ہیں اس لئے ان توقعات کے نتیجہ میں دل میں کامل یقین پیدا کریں۔ ٹھوس یقین کے ساتھ آگے بڑھیں۔ یہ کام ہو سکتا ہے۔ ضرور ہوگا اور خدا کے فضل سے ہمارے ذریعہ ہوگا اور پھر اس کے نتیجہ میں دُعائیں کریں۔ اس کے نتیجہ میں جو بھی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ان کو پوری طرح ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

جو بقیہ مضامین ہیں وہ آئندہ کسی وقت انشاء اللہ آپ کے سامنے پیش کروں گا۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور انور نے فرمایا:۔

میں ایک یہ بات کہنی بھول گیا تھا کہ اس سال کا آج کا جمعہ جو میں انگلستان میں ادا کر رہا ہوں اور اس سال کا آخری جمعہ ہے جو یہاں ادا ہوگا۔ اس کے بعد چند دن تک ہم انشاء اللہ تعالیٰ ہندوستان میں ہوں گے اور

قادیان کا سفر درپیش ہے۔

اس کے متعلق ساری جماعت آگاہ ہے۔ وہ دوست جو جا رہے ہیں ان کو بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ سفر جہاں تک ممکن ہو اللہ کا ذکر کرتے ہوئے اور درود اور سلام بھیجتے ہوئے پورا کریں اور بہت کثرت سے دُعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ سالانہ کو ایک غیر معمولی اہمیت کا اعجازی جلسہ سالانہ بنا دے اور جماعت کے لئے بہت سی خیر و برکت کا موجب بنے۔ وہ لوگ جو پیچھے رہ رہے ہیں ان کو پیچھے رہنے کا ایک غم ہے وہ اپنے خطوں میں ملاقاتوں میں بھی ذکر کرتے ہیں ان کو پیچھے رہنے کے غم کو اپنے لئے ایک بہت ہی نفع بخش سرمائے میں تبدیل کر دینا چاہیئے۔ وہ اس غم کے نتیجہ میں دعائیں کریں کہ اے اللہ! ہم جا تو نہیں سکتے تو ہماری محرومی کے احساس کو قبول فرما لے اور ہمارے دکھ کو جماعت کے لئے خوشیوں میں تبدیل کر دے اور جو تکلیف ہم محسوس کر رہے ہیں اس کے نتیجہ میں جماعت کے لئے آسائش پیدا فرما اور تیرے وعدوں کے پورے ہونے کے دن قریب آ جائیں۔ وہ جلسہ اگر ہم نہیں دیکھ سکتے تو ہمیں اس جلسے کی برکات دکھا دے اور اس جلسہ کے نتیجہ میں ہونے والے عالمی انقلابات کے ہم بھی شاہد بن جائیں۔

پس اس رنگ میں جو پیچھے رہنے والے ہیں وہ بھی دُعائیں کر کے اس جلسہ کے فیض میں شامل ہو سکتے ہیں اور اس جلسہ کے نتیجہ میں جو فیوض بعد میں ظاہر ہوں گے ان میں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ گواہ بن سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

یہ سارا عرصہ بہت دُعائیں کرتے ہوئے گزاریں۔ خدا تعالیٰ اس سفر کے سارے مراحل آسان فرما دے اور ساری مشکلات دور فرمائے۔ دشمنوں کے حسد کے شر سے جماعت کو محفوظ رکھے اور سب اندھیروں کو روشنیوں میں بدل دے اور سب مشکلات کو آسانیوں میں تبدیل فرما دے اور اسیرانِ راہ مولیٰ بھی تو ہیں جو خود اس جلسہ میں شامل نہیں ہو سکتے بلکہ اپنے قریب کے جلسوں میں بھی شامل نہیں ہو سکتے۔ اپنے دُکھ کے وقت ان کا دُکھ جو بہت زیادہ گہرا اور بہت زیادہ لمبے عرصہ پر پھیلا ہوا دُکھ ہے اس کو بھی یاد کر لیا کریں اور ان کے لئے بھی دُعا کیا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ان عاجزانہ التجاؤں کو قبول فرمائے۔

خطبہ جمعہ

وقفِ جدید کے نئے سال کا اعلان

میں ہندوستان کی جماعتوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ صرف اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں بلکہ

اب بیرونی دنیا کی ضرورتیں پوری کرنے کیلئے مالی قربانیاں شروع کردیں!

ہندوستان میں یہ احساس پیدا ہونا ضروری ہے کہ ہم وہ ملک ہیں جہاں احمدیت کا سوتا پھوٹا ہے۔

یہ پہلا سال ہے کہ وقفِ جدید کی سالانہ آمد ایک کروڑ روپے ہو چکی ہے۔

آج چونتیس سال کے بعد پھر دسمبر کی ۲۷ تاریخ ہے جمعہ کا دن ہے اور مجھے وقفِ جدید کے نئے سال کے اعلان کی توفیق مل رہی ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۷ فتح (دسمبر) ۱۳۷۰ ہش / ۱۹۹۱ء بمقام قادیان دارالامان

نوٹ:۔ مکرم منیر احمد صاحب جاوید کا مرتب کردہ درج ذیل تاریخی خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے ——— (ادارہ)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔

آج سے ۳۴ سال پہلے دسمبر کی ۲۷ تاریخ تھی اور جمعہ کا دن تھا جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلی بار وقفِ جدید کی بنیاد ڈالی اور اس کا اس خطبہ میں اعلان کیا۔ آج ۳۴ سال کے بعد پھر دسمبر کی ۲۷ تاریخ ہے اور جمعہ کا دن ہے اور مجھے

وقفِ جدید کے نئے سال کے اعلان کی توفیق

مل رہی ہے۔

یہ بھی ان اتفاقات کے سلسلہ میں سے ایک حسنِ اتفاق ہے جو اس سال بہت اکٹھے ہو گئے ہیں۔ اتنے کہ اتفاقات پر ایمان اٹھ گیا ہے اور یوں لگتا ہے کہ اتفاق کی بات نہیں یہ تقدیرِ الٰہی ہے جو جاری ہے، ورنہ اتفاق سے ایک اتفاق ہو جائے، دو ہو جائیں، تین ہو جائیں۔ یہ کیا کہ اتفاقات کا مسلسل سلسلہ جاری ہو اور ہر اتفاق حسنِ اتفاق ہو۔ پس میں سمجھتا ہوں کہ اس سال کی خصوصیات میں سے حسنِ اتفاق کے ایک مجموعہ کا اس طرح ظاہر ہونا بھی شامل ہے یعنی ہر اتفاق اپنی ذات میں ایمان افروز لیکن ان کا گلدستہ بہت ہی دیدہ زیب دکھائی دیتا ہے۔

وقفِ جدید سے متعلق جب حضرت مصلح موعودؓ نے پہلا اعلان کیا تو بہت ہی احتیاط کے ساتھ بہت معمولی چندے کی تحریک فرمائی اور اسے بہت آسان کرکے جماعت کو دکھایا۔ چند ہزار روپیہ کی تحریک تھی اور ساتھ ہی یہ فرمایا کہ اس سلسلہ میں چونکہ بہت سے زمیندار زمین کے کچھ ٹکڑے وقف کریں گے اور متاثرین کو جن کو ہم بہت تھوڑا گزارا دیں گے ان زمینوں سے کچھ زائد آمدنی کی صورت پیدا ہو جائے گی۔ اس لئے مالی لحاظ سے اتنے فکر کی بات نہیں۔

اس تحریک کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جتنی توقع حضرت مصلح موعودؓ نے ظاہر فرمائی تھی اس سے زیادہ کے وعدے جماعت نے پیش کئے اور جتنے مراکز کا شروع میں اعلان فرمایا تھا کہ وقفِ جدید کے معلم وہاں جا کر بیٹھیں گے اس سے زیادہ مراکز کا سامان مہیا ہوگا۔ اس تحریک کے وقت حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ایسی بات کہی جس کو میری ایک والدہ نے بڑے تعجب سے دیکھا اور بعد میں مجھے بتایا۔ انہوں نے فرمایا کہ جب حضرت مصلح موعودؓ نے اس تحریک کے اعلان کا فیصلہ کیا تو ساتھ مجھے بتایا کہ اس میں مجلس کے ممبر کے طور پر میں نے

سب سے پہلا نام طاہر کا لکھا ہے۔

پس آج جب میں اس خطبہ کے لئے آ رہا تھا تو مجھے خیال آیا کہ یہ بھی شاید اللہ کی کسی تقدیر کے نتیجہ میں تھا کہ وقفِ جدید کی مجلس میں حضرت مصلح موعودؓ نے جو پہلا نام اپنے ہاتھ سے لکھا تو وقفِ جدید کے ۳۴ سال کے بعد نیز تقسیم کے بعد خلیفۂ وقت کے تعلق سے یہاں خطبات کا جو انقطاع ہوا تھا اس کے ۴۵ سال کے بعد آج قادیان میں ہونے والے پہلے جلسہ سالانہ کے جمعہ میں مجھے ہی وقفِ جدید کے نئے سال کے اعلان کی توفیق مل رہی ہے۔

ہندوستان میں وقفِ جدید کی تحریک کچھ کمزور حالت میں پائی جاتی تھی کیونکہ وقفِ جدید کے چندے کی طرف ہندوستان کی جماعتوں میں دلچسپی دکھائی نہیں دیتی تھی۔ ابھی تک وہ کمزوری جاری ہے اور بمشکل پانچ لاکھ کے قریب یا کم و بیش اتنی ہی وصولی ہوتی ہے۔ حالانکہ ہندوستان میں وقفِ جدید کی غیر معمولی اہمیت سمجھی جانی چاہیئے۔ یہ وہ تحریک ہے جس کے ذریعہ تمام ہندوستان

کے مسلمانوں میں کم ہے کہ غربت پر جماعت احمدیہ کا مؤثر رنگ میں پیغام پہنچایا جا سکتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کے ذہن میں جو نقشہ تھا وہ کچھ اسی قسم کا تھا جیسا کہ میں نے اپنی کل کی تقریر میں ذکر کیا تھا کہ کچھ درویش صفت لوگ جن کی ضروریات زیادہ نہ ہوں، خدا کے نام پر کسی ایک جگہ جا کر بیٹھ رہیں اور وہاں دھونی رمائیں اور ارد گرد اصلاح و ارشاد کا کام کریں اور جماعتیں ہوں تو وہاں ان کی تربیت کا کام بھی سنبھالیں۔ یہ وہ طریق کار ہے جس کے ذریعہ ہم آسانی کے ساتھ ملک کے کونے کونے میں تبلیغ ہدایت کا سامان مہیا کر سکتے ہیں۔ ہندوستان میں جماعت کی مجموعی تعداد اتنی تھوڑی ہے کہ اگر ہم بڑے بڑے علماء تیار کر کے ہندوستان کو پیغام دینا چاہیں تو اس کے لئے بہت لمبے انتظار کی ضرورت ہوگی۔ وقف جدید کی طرف سے اگرچہ ہم معلمین کو باقاعدہ تعلیم بھی دیتے ہیں لیکن اس جدید تحریک کی روایات یہ ہیں کہ اگر ضرورت پیش آئے تو تعلیم کے نقصان کی پرواہ نہ کی جائے، اخلاص کو دیکھا جائے اور اگر واقفہ کوئی معمولی تعلیم والا شخص بھی اخلاص میں بڑھا ہوا ہو، تقویٰ کے لحاظ سے اس کا معیار اونچا ہو تو اس کو بھی وقف جدید میں شامل کر لیا جاتا ہے۔ شروع میں یہی طریق تھا لیکن رفتہ رفتہ پھر معیار تعلیم کو بڑھایا جانے لگا اور وقف جدید میں داخلہ کے لئے کم سے کم میٹرک کو معیار قرار دیا گیا۔ رفتہ رفتہ تعلیم میں اور بھی اضافے ہوتے رہے اور اب پاکستان میں صورتحال یہ ہے کہ خدا کے فضل سے جتنے بھی معلمین ہیں ان کی ٹھوس تعلیم کا اگر مکمل نہیں تو کسی حد تک انتظام کیا جاتا ہے۔ یہی صورت اس وقت ہندوستان میں رائج ہے لیکن آغاز میں وقف جدید کی جو روح تھی وہ یہی تھی جس کو میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ اگر وقت کا تقاضا ہو تو تعلیم کو بے شک نظر انداز کرو، اخلاص اور تقویٰ کو پیش نظر رکھتے ہوئے واقفین کا انتخاب کرو اور جہاں ضرورت ہے اس ضرورت کو پورا کرو۔

میں سمجھتا ہوں کہ آج ایسا ہی وقت ہے کہ ہمیں تعلیم کے پیچھے بھاگنے کو نظر انداز کرنا ہوگا اور جب ہم یہ کہتے ہیں تو اس کے نتیجے میں معاً وقف جدید کے معلمین کی دو شکلیں سامنے آتی ہیں۔ اول وہ جو محض تبلیغ حق کے لئے، تبلیغ ہدایت کے لئے دنیا میں نکل کھڑے ہوں اور ان کی تعلیم خواہ کیسی بھی کیوں نہ ہو، وہ تقویٰ کے زیور سے آراستہ ہوں، تقویٰ کا زاد راہ رکھتے ہوں، تو ہم امید رکھتے ہیں کہ خدا کے فضل سے ان کی تبلیغ کو بہت پھل لگیں گے۔ ایک دوسری نوع کے معلمین وہ ہوں گے جن کو لازماً کم سے کم بنیادی تعلیم دینی ہوگی کیونکہ ان کا زیادہ تر کام جماعتوں کی تربیت ہوگا۔ پس دو قسم کے معلمین کی ہمیں اس وقت ہندوستان میں شدید ضرورت ہے۔

ایک وہ جو پیغام حق پہنچائیں خواہ کسی تعلیم کے ہوں، کسی طبقۂ زندگی سے تعلق رکھتے ہوں، شرط صرف یہ ہے کہ وقف کی روح رکھتے ہوں۔ ایک ولولہ رکھتے ہوں۔ ایک جوش رکھتے ہوں کہ آج میدان خدمت نے ہمیں آواز دی ہے ہم ضرور لبیک کہیں گے۔ اس جذبہ کے ساتھ وہ میدان میں نکل کھڑے ہوں اور ہر میدان کو خدا تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں سر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ دوسرے معلمین تربیت کی خاطر تیار ہونے ضروری ہیں اور انہیں کچھ علمی ہتھیار سے مرتع کرنا اس لئے ضروری ہے کہ بعض اوقات بعض علماء ان جگہوں پر جہاں جماعت احمدیہ ترقی کر رہی ہے اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ جا پہنچتے ہیں اور چیلنج دیتے ہیں کہ آؤ ہم سے علمی مقابلہ کرو۔ ایسی صورت میں اگر وہاں نہیں تو قرب و جوار میں ضرور ایسے معلم مہیا ہونے چاہئیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ علمی میدان میں بھی ان کو شکست دے سکیں۔

ہندوستان میں ضروریات اس تیزی سے بڑھ رہی ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان کی جماعتوں سے شاید اتنے احباب نہ مل سکیں۔ اس ضرورت کے پیش نظر میں نے قادیان کو ہدایت کی تھی کہ وہ ہندوستان کی حکومت سے درخواست کریں کہ جس طرح دوسرے ممالک میں جماعت احمدیہ کو اپنے مبلغین بھجوانے کی اجازت ہوتی ہے اسی طرح ہندوستان بھی ہمیں باہر سے مبلغین بھجوانے کی اجازت دے۔ اس سلسلہ میں گفت و شنید ابھی کسی آخری مرحلے پر نہیں پہنچی لیکن اگر ہندوستان کی حکومت وسیع حوصلہ دکھائے اور جیسا کہ دنیا کے تمام ممالک خدمت دین کرنے کے لئے آنے والوں کی درخواستوں پر ہمدردی سے غور کرتے ہیں اور انہیں اجازت دیتے ہیں جیسے ہندوستان میں کثرت سے یورپ اور امریکہ سے عیسائی مبلغ اور منّاد پہنچتے رہے اور آج بھی شاید ان کو اجازت دی جاتی ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ مسلمان مبلغین کو جو خالصۃً اللہ کی خاطر قربانی کرتے ہوئے امن کو پھیلانے کے لئے، خدا کی محبت کو فروغ دینے کے لئے سچائی کا پیغام لے کر یہاں پہنچیں ان کی راہ روک دی جائے۔ بہرحال اگر حکومت ہندوستان نے ہمدردانہ غور کرتے ہوئے جماعت کو اجازت دی تو میں ہندوستان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے

ایک عالمی وقف کی تحریک

کروں گا تاکہ دوسرے ملکوں سے بھی لوگ یہاں پہنچیں اور آپ کے وقت کے تقاضوں پر لبیک کہیں۔ اگر یہ اجازت نہ مل سکی تو پھر آپ کو لازماً اپنے پاؤں پہ کھڑے ہونے کی کوشش کرنا ہوگی۔

اس وقت جو میدان ہمارے سامنے ہیں ان میں بعض نئے ممالک بھی ہیں جن کا بظاہر تحریک جدید سے تعلق ہے لیکن کام کی نوعیت وقف جدید والی ہی ہے۔ مثلاً سکم ہے، بھوٹان ہے، نیپال ہے۔ وہاں جہاں جہاں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کے مبلغین پہنچے ہیں انہوں نے زمین کو پیاسی دیکھا جو پیاسی بھی تھی اور سیراب ہونے کی خواہش بھی رکھتی تھی۔ ورنہ انسانی تجربہ میں یہ بات آتی ہے کہ جب تمثیلی طور پر انسان کا ذکر زمینوں کی صورت میں کیا جاتا ہے تو ضروری نہیں کہ پیاسی زمینیں پانی کی طلب بھی رکھتی ہوں۔ پانی آئے تو اسے رد بھی کر دیتی ہیں لیکن بھوٹان، سکم اور نیپال میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ طبعی فطری رجحانات پائے جاتے ہیں اور صرف ایک مذہب کی طرف سے پیاس کا اظہار نہیں بلکہ وہاں جتنے مذاہب پائے جاتے ہیں ان سب میں ہی ایک طلب ہے اور ایک تلاش ہے چنانچہ اب تک ہمارے معمولی تعلیم یافتہ معلمین نے جتنا بھی کام کیا ہے خدا کے فضل سے اس کی توقع سے بہت بہتر نتائج ظاہر ہوئے ہیں۔ اس لئے ہمیں بھی لازماً ان ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے آپ سے مزید واقفین طلب کرنے ہوں گے۔

جہاں تک اعلیٰ تعلیم یافتہ واقفین کا تعلق ہے، خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اب قادیان میں جگہ کی اتنی سہولت مہیا ہو چکی ہے اور اس جلسے کے اثر سے بعض دوسری جماعتوں نے بھی مجھ سے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ ان کے خرچ پر ان کی طرف سے خصوصیت کے ساتھ ان کے علاقوں سے آنے والوں کے لئے بھی یہاں مہمان خانے تعمیر کئے جائیں۔ پس وہ جو دقت تھی کہ طلباء کو کہاں پڑھایا جائے کہاں جامعہ بنایا جائے۔ یہ دقت تو عملاً دور ہو چکی ہے اور باقی مزید دور ہو جائے گی۔

اساتذہ کا جہاں تک تعلق ہے، میں نے غیر ممالک سے جائزہ لیا ہے اور بہت مثبت جواب پایا ہے کہ عرب جو عربی زبان کی مہارت رکھتے ہوں، ویسے تو ہر عرب کو عربی آتی ہے۔ لیکن ہر مادری زبان بولنے والے کو اس زبان پر قدرت نہیں ہوا کرتی۔ اس لئے مزید چھان بین کرنی پڑتی ہے کہ کون فصیح و بلیغ زبان جانتا ہے۔ پس ایسے عرب احمدیوں میں سے جو زبان پر خدا تعالیٰ کے فضل سے قدرت رکھتے ہیں جب میں نے یہ سوال کیا کہ کیا آپ اپنے آپ کو وقف کر کے قادیان کے جامعہ میں پڑھانے کے لئے تیار ہوں گے تو انہوں نے خوشی سے اثبات میں جواب دیا بلکہ بہت ہی پرخلوص جذبے کے ساتھ لبیک کہا۔

اسی طرح ایسے انگریزی دان بھی میسر ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے

ساتھ قادیان میں آکر خدمت کے لئے تیار ہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کے فضل سے اور زبانوں میں بھی زبان سکھانے والے اپنے آپ کو پیش کر رہے ہیں۔ اس پہلو سے یہاں کے جامعہ کا معیار خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بہت بلند کیا جا سکتا ہے۔ اہلِ زبان اپنی اپنی زبان یہاں کے طالب علموں کو سکھائیں اور قابل معلم جو یہاں میسر نہ ہوں تو باہر سے منگوائے جائیں۔ وہ اپنے اپنے مضمون کو اعلیٰ پیمانے پر ذہن نشین اور دلنشین کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہاں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جامعہ کا معیار بہت بلند ہو سکتا ہے اور جو روکیں اس وقت پاکستان میں ہمیں درپیش ہیں اور دل کو تنگ کرتی ہیں میں امید رکھتا ہوں کہ وہ روکیں یہاں نہیں ہوں گی۔ پس اگر یہ ہو تو میرے ذہن میں یہ نقشہ ہے کہ

وسیع جامعہ

بنایا جائے جس کا کام صرف اعلیٰ درجہ کے مولوی فاضل پیدا کرنا یا مولوی فاضل کے معیار سے بلند مبلغ پیدا کرنا نہ ہو بلکہ وقف جدید کے لئے بھی وہی کام کرے گویا شروع کے دو تین سال جتنی دیر میں ہم سمجھتے ہیں کہ وقفِ جدید کے مبلغ اس حد تک تیار ہو سکتے ہیں کہ وہ حوصلے اور اعتماد کے ساتھ میدان عمل میں جا کر خدمت بجا لا سکیں، اُس وقت تک ان سب کی کلاسیں اکٹھی بھی ہو سکتی ہیں۔ بعد میں جو مزید ماہر علماء تیار کرنے ہوں وہ تین یا چار سال کے لئے مزید اس جامعہ میں ٹھہرائیں آخری ڈگری حاصل کر سکتے ہیں۔ پھر ان میں سے جو مخلصین فوری طور پر اپنے آپ کو میدان عمل کے لئے پیش کریں اسی جامعہ میں کچھ نہ کچھ ابتدائی تربیت کے لئے ان کو چند مہینے روکنا ہوگا اور خدا کے فضل سے اسی جامعہ میں اس کا بھی بہت عمدہ انتظام ہو سکتا ہے تو تین قسم کے معلمین اور مبلغین یہ جامعہ تیار کرے گا۔ ایک وہ مخلصین جو فوری طور پر اپنے آپ کو میدان عمل میں پیش کرنے کے لئے حاضر ہوں۔ اس میں نہ کوئی عمر کی شرط ہوگی، نہ کوئی تعلیم کی شرط ہوگی۔ تقویٰ اور خلوص اور قربانی کا مادہ یہ دیکھے جائیں گے۔ ابتدائی طور پر ان کو نظام جماعت سمجھانے کے لئے، تبلیغ کے میدان میں حکمتوں کے معاملات سمجھانے کے لئے اور عمومی طور پر ان علاقوں کے متعلق کچھ معلومات بہم پہنچانے کے لئے جن میں ان کو بھجوانا مقصود ہو۔ پھر اسلام کی کم از کم دینی تعلیم بھی ساتھ ساتھ ان کے ذہن نشین اور دلنشین کرنے کی خاطر جس تعلیم کے بغیر کوئی مسلمان روزمرہ کی زندگی میں اپنے مسلمان ہونے کا حق ادا نہیں کر سکتا وہ بھی ان کو لازماً سکھانی ہوگی۔ مثلاً نماز ہے۔ اگر کوئی بہت ہی مخلص آدمی اپنے آپ کو پیش کرے کہ میں حاضر ہوں۔ مجھے میدان عمل میں جھونک دیا جائے لیکن نماز صحیح نہ جانتا ہو، اُس کا تلفظ درست نہ ہو، اس کا ترجمہ اُسے نہ آتا ہو۔ نماز کے متعلق اس کے ارد گرد جو مسائل گھومتے ہیں ان سے ناآشنا ہو۔ وضوء کے مسائل کا نہ پتہ ہو۔ دیگر آداب صلوٰۃ سے ناواقف ہو تو یہ کہنا کافی نہیں ہے کہ یہ متقی ہے کیونکہ تقویٰ کی کچھ ظاہری علامتیں ہونی بھی تو ضروری ہیں۔ تقویٰ اگر کسی دل میں ہو تو وہ نماز سے محبت کئے بغیر رہ ہی نہیں سکتا۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ایک سچا متقی ہو اور نماز کے لئے اس کے دل میں جستجو اور تڑپ نہ ہو۔ چنانچہ مجھے یاد ہے کہ اسی قادیان کی بستی میں جب بچپن میں ہم یہاں گلیوں میں گھوما کرتے تھے تو عام سے عام انسان جسے دنیا کی زندگی میں عام کہا جاتا ہے۔ ایک مزدور، ایک فقیر، وہ بھی نماز کو نہ صرف اچھے تلفظ کے ساتھ ادا کر سکتا تھا بلکہ اس کے مطالب سے آگاہ تھا اور روزمرہ کے دینی مسائل سے واقف ہوا کرتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ میں قادیان کے لوگ کچھ اور ہی مخلوق دکھائی دیتے تھے جن کا ارد گرد کی دنیا سے گویا کوئی تعلق نہیں تھا۔ یہ وہ بستی تھی جہاں لوگ فقیروں کو، مانگنے والوں کو جھک کر سلام کیا کرتے تھے۔ ان کی عزت کیا کرتے تھے اور ان کے سامنے دعا کی درخواستیں پیش کیا کرتے تھے۔ یہ وہ بستی تھی جہاں مزدور جو سٹیشن پر مزدوری کرتے تھے پانچ وقت اپنی مزدوری کو چھوڑ کر مسجد مبارک میں حضرت مصلح موعود کے پیچھے نماز پڑھنے کے شوق میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ وہ اعتکاف بھی بیٹھا کرتے تھے۔ ذکر الٰہی میں بھی مصروف ہوا کرتے تھے اور دیکھنے میں ریلوے کے ایک قلی ہی تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جن کو لوگ دعاؤں کے لئے بھی کہتے تھے ان سے استخارے بھی کروایا کرتے تھے۔ ان کی مجالس میں بیٹھنا باعثِ فخر اور باعثِ عزت سمجھتے تھے۔

یہ وہ معاشرہ تھا

جس میں تقویٰ کی تعریف اپنے پورے جوبن کے ساتھ جلوے دکھا رہی تھی۔ پس جب میں نے یہ کہا کہ تقویٰ موجود ہو اور سچا اخلاص ہو تو ہم تعلیم کی مزید پرواہ نہیں کریں گے تو ہرگز یہ مراد نہیں کہ سطحی طور پر تقویٰ کو دیکھا جائے گا۔ امر واقعہ تو یہی ہے کہ تقویٰ کی گہرائی میں اترنا صرف خدا کا کام ہے لیکن کسی حد تک انسانی نظر کو بھی تو جانچ کرنی پڑتی ہے۔ جس حد تک انسان کو اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی ہے اس وقت تک تقویٰ کی ظاہری شرائط کو پورا کرنا ہمارا فرض ہے۔

پس اس پہلو سے میں سمجھتا ہوں کہ عارضی طور پر وقف کرنے والوں کو بھی ہم فوراً بغیر کسی تحقیق کے میدان عمل میں نہیں جھونک سکتے۔ یہ ضرور دیکھنا ہوگا کہ اسے مسلمان کی روزمرہ کی زندگی کے ابتدائی فرائض ادا کرنے آتے ہیں کہ نہیں۔ بہت سے ایسے مسائل ہیں جن کے لئے علم کی ضرورت نہیں از خود ہر مسلمان کو معلوم ہونے چاہئیں اور ایک متقی کو لازماً معلوم ہوتے ہیں پس ان ابتدائی مسائل سے آگاہی کی خاطر اسے ان باتوں سے بہت اچھی طرح مسلح کرنے کی ضرورت ہے جو میدان عمل میں اس کے سامنے روزمرہ پیش ہوں گی اور ان سے لاعلمی کے نتیجہ میں وہ اپنے فرائض کو کما حقہٗ ادا نہیں کر سکے گا۔ جب وہ کسی کو اسلام کی طرف بلائے گا تو وہ پوچھے گا نا کہ بتاؤ اسلام کیا ہے؟ اگر محض اخلاص ہی اخلاص ہو تو وہ اسے کیا بتائے گا۔ اس کی تو ایسی ہی مثال ہوگی جیسے کہا جاتا ہے کہ ایک پٹھان نے جب فساد کے زمانے تھے کسی غیر مذہب والے کو تلوار کے زور سے ڈرا کر مسلمان بننے پر آمادہ کر لیا۔ جب وہ آمادہ ہو گیا تو اُس نے کہا: خان صاحب! اب آپ فرمائیے کیسے مسلمان بنوں؟ اُس نے کہا: کلمہ پڑھو۔ اُس نے کہا پھر پڑھائیے۔ تو کہا کہ تمہاری قسمت اچھی ہے۔ کلمہ مجھے بھی نہیں آتا۔ یہ لطیفہ ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ پٹھانوں میں جو دین سے بڑی محبت رکھتے ہیں ایسے لوگ ہوں گے۔ مگر پرانے زمانوں میں یہ جاہلانہ رواج تھے کہ قوموں کے اوپر لطیفے بنائے جاتے تھے۔ پس کسی نے یہ لطیفہ گھڑا ہوگا۔ لیکن یہ فرضی لطیفہ ایسے معلم پر ضرور صادق آئے گا جو مسلمان بنانے کے لئے نکل کھڑا ہو اور اسے صحیح طریق پر کلمہ بھی پڑھنا نہ آتا ہو۔ نماز بھی پڑھنی نہ آتی ہو۔ قرآن کریم کی تلاوت نہ جانتا ہو اور مسائل کی شد بد نہ رکھتا ہو۔ اس قسم کی تعلیم کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ آغاز میں ہم تین مہینے کا تجربہ کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد اگر اساتذہ مشورہ دیں تو تین مہینے کو چھ مہینے میں بھی تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ یہ چھ مہینے بھی ابتدائی ہیں، کم از کم ضرورت کے معلم تیار کرنے کے لئے درکار ہوں گے۔ وہ تمام تقاضے پورے نہیں ہو جائیں گے۔ کیونکہ اس عرصہ میں ہمیں بہت سے انتظامی کام بھی کرنے ہیں۔ بہت سے جائزے لینے ہیں اور میدان عمل میں دیگر ضرورتوں کی طرف بھی توجہ کرنی ہے۔ بعض مقامی قوانین کے تقاضے بھی پورے کرنے ہیں۔ مثلاً جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے

بھوٹان، نیپال وغیرہ میں خدا کے فضل سے ایک رجحان پایا جاتا ہے لیکن وہاں پر جب تک جماعت رجسٹرڈ نہ ہو اُس وقت تک ہم وہاں باقاعدہ قانون کے تقاضے پورے نہ کرلیں اُس وقت تک کھلی آزادی کے ساتھ اور پورے ولولے کے ساتھ وہاں کام نہیں ہو سکتا تو اگر آج کے بعد ہم ایک مہینہ آپ کی جماعتوں تک اس پیغام کے پہنچنے اور وہاں سے جواب آنے کا رکھ لیں اور ایک، دو مہینے ان خواہشمند احباب کی درخواستوں پر غور کرنے کے، ان کے حالات کی چھان بین کرنے کے اور وہاں کی جماعتوں سے رپورٹیں حاصل کرنے کے رکھ لیں تو پہلے تین مہینے تو اسی قسم کی ابتدائی تیاری کے لئے درکار ہوں گے۔ ان کے بعد پھر دوسری تیاریاں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کرنی ہوں گی۔ جامعہ کی تیاریاں، اساتذہ کو حاصل کرنا، اس کے سلیبس تیار کروانا۔

نئے طرز پر جامعہ کی تعمیر

کے لئے بڑی محنت درکار ہوگی۔ اس کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم تین مہینے اور چاہئیں ہوں گے تو جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر چھ مہینے کے لئے بعد میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے والے تعلیم شروع کر لیں تو ایک سال کے بعد پہلا پھل لگے گا۔ اگرچہ ہماری خواہش کے مطالبے اور ہیں اور صبر کے تقاضے اور ہیں لیکن لازماً آخر صبر کے تقاضے جیت ہی جاتے ہیں۔ ہمیں صبر سے کام لینا ہوگا۔ ایک سال کا انتظار تو ہمارے لئے بہرحال مقدر ہے۔ اس لئے پہلے سال کے بعد انشاء اللہ پھر ہر سال یا اگر چھوٹی کلاس ہو تو تین تین، چھ چھ مہینے کے بعد معلمین کے نئے وفود تیار ہوتے چلے جائیں گے، نئے گروہ تیار ہوں گے جن کو ہم حسب حالات اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہندوستان کے شمال و جنوب میں پھیلا سکتے ہیں۔

وقفِ جدید کی تحریک کا اس طرزِ تبلیغ سے گہرا اور اٹوٹ رشتہ ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کے ذہن میں جو طرزِ تبلیغ تھی یا طرزِ تربیت تھی یہ وہی ہے جو میں آپ کے سامنے بیان کر رہا ہوں۔ آپ کے پیشِ نظر کوئی بہت زیادہ کسی سخت مزاج کی تنظیم نہیں تھی۔ ایسی تنظیم تھی جس میں لوچ ہو۔ جس میں تقاضوں کے مطابق ڈھلنے کی صلاحیت ہو۔ اونچ نیچ کے لئے اس میں گنجائش موجود ہو۔ پس ہندوستان کی وقفِ جدید کو بھی اسی نہج پر کام کرنا ہوگا اور اللہ کے فضل سے کسی حد تک یہ کام ہو رہا ہے۔ لیکن جہاں تک مقامی ضروریات کا تعلق ہے پانچ لاکھ کی رقم تو کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتی۔ چنانچہ چند سال پہلے میں نے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے پہلی مرتبہ وقفِ جدید کے چندہ کے نظام کو بین الاقوامی یا کل عالمی بنا دیا۔ پہلے وقفِ جدید کے متعلق یہ خیال تھا کہ برصغیر ہندو پاکستان کی حدود میں محدود ہے اور صرف پاکستان ہی سے چندہ وصول کیا جائے یا صرف ہندوستان ہی سے چندہ وصول کیا جائے اور اس میں ایک اضافہ بنگلہ دیش کا بھی کر لیں۔ اُن دنوں میں وہ چونکہ مشرقی پاکستان تھا اس لئے اس وقت دو ہی ملک پیشِ نظر تھے مگر بنگلہ دیش بھی اس گروہ میں شامل ہے۔ چند سال پہلے خصوصیت سے ہندوستان کی ضروریات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے میں نے وقفِ جدید کے چندہ کی عالمی تحریک کی اور تمام دنیا کی جماعتوں سے یہ درخواست کی کہ پاکستان اور ہندوستان کی سرزمین وہ ہے جہاں سے کبھی خالصتہً آپ تک اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے وہاں کے باشندگان

مسلسل قربانی کیا کرتے تھے

اور کبھی کسی ذہن میں یا ذہن کے کسی گوشے میں کبھی یہ خیال نہیں گذرا کہ چندہ تو ہم اکٹھا کر رہے ہیں لیکن خرچ دوسرے ملکوں میں ہو رہا ہے۔ ہندوستان اور پاکستان کے باشندوں نے ایک

سچے مومن کی طرح محض للہ اللہ کی خاطر اور تمام نفسانی اغراض سے پاک ہو کر تمام دنیا میں اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے مالی قربانیاں بھی دیں اور جانی قربانیاں بھی دیں۔ چنانچہ میں نے باقی ملکوں کو سمجھایا کہ یہ تو ایک ایسا احسان ہے کہ آپ اگر بعد اور نسلاً بعد نسلٍ بھی اتارنے کی کوشش کرتے رہیں تو ادا کئے ہوا تو نہیں سکتا۔ مگر اگر آپ یہ احسان اتارنا چاہتے ہیں تو ایک صورت یہ ہے کہ آپ ایک ایسی تحریک میں شامل ہو جائیں جس کا خرچ آپ کے ملک میں نہیں ہوگا بلکہ ہندوستان اور پاکستان اور بنگلہ دیش میں ہوا کرے گا۔ چنانچہ اس طرح آپ اظہارِ تشکر بھی کر سکتے ہیں اور آپ کے دل احسان کے بوجھ سے کچھ ہلکے بھی ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس تحریک پر بہت ہی شاندار لبیک کہا گیا اور بڑے بڑے ممالک نے جن میں یورپ کے ممالک میں سے جرمنی ہے اور United Kingdom ہے اور دوسرے مغرب کے ممالک میں سے کینیڈا ہے اور امریکہ ہے۔ اسی طرح انڈونیشیا اور دیگر مشرقی ممالک نے بھی بڑی ہی خوش دلی کے ساتھ اور بشاشت کے ساتھ لبیک کہا اور اس کے نتیجہ میں ہماری بہت سی مالی دقتیں دور ہو گئیں۔ اس وقت صورتِ حال یہ ہے کہ دیگر ممالک تو مسلسل قربانی میں آگے بڑھ رہے ہیں اور آغاز میں جتنے انہوں نے وعدے کئے تھے اور جتنی ادائیگی کی تھی اس کے مقابل پر اب ان کے وعدے اور ادائیگی کئی گنا بڑھ چکی۔ لیکن ہندوستان کی وقفِ جدید کا وہی حال ہے۔ جس رفتار سے پہلے قدم اُٹھا رہی تھی تقریباً اسی رفتار سے اب قدم اٹھا رہی ہے۔ شاید اس میں کچھ قصور بیرونی قربانی کرنے والوں کا بھی معلوم ہوتا ہو کہ یہاں کے کارکنوں نے سمجھ لیا کہ خدا کے فضل سے پیسے تو باہر سے آ ہی جاتے ہیں۔ ضرورتیں تو پوری ہو ہی جاتی ہیں، ہمیں کیا ضرورت ہے کہ خواہ مخواہ کوشش کریں اور مصیبت میں مبتلا ہوں اور چٹھیاں لکھیں اور جماعتوں کو احساس دلائیں کہ تم نے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا ہے۔ بعض دفعہ بیرونی مدد اس قسم کی کمزوری بھی پیدا کر دیا کرتی ہے تو ایک بات تو میں آج آپ سے یہ کہنی چاہتا ہوں کہ دین کی خاطر قربانی کرنا اللہ تعالیٰ کے فضل سے کسی پر ذاتی احسان نہیں ہے۔ یہ نہیں میں کہہ رہا کہ واقعتہً آپ پر وہ قومیں احسان کر رہی ہیں۔ یہ لفظ تو مجازاً کے طور پر استعمال ہوتا ہے عملاً جو بھی چندہ دیتا ہے للہ دیتا ہے۔

اللہ کی رضا کی خاطر

دیتا ہے اس لئے احسان کے مضمون کو کچھ دیر بھول جائیے۔ لیکن انسانی غیرت اور حمیت کے مضمون کو ضرور یاد رکھیں۔ ایک مومن حتی المقدور ضرور یہ کوشش کرتا ہے کہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو۔ ایک مومن حتی المقدور ضرور یہ کوشش کرتا ہے کہ اپنی اور اپنی علاقائی ضرورتوں کو وہ خود پورا کر سکے اور ہر معنی میں یعنی لطیف تر معنے میں بھی فیض رسان ہو فیض قبول کرنے والا نہ ہو۔ پس ذاتی طور پر تو ہندوستان کو جہاں بیرونی دنیا سے کوئی بھی زیرِ احسان نہیں کرتا جب وہ خلیفۂ وقت کی تحریک پر وقفِ جدید کی مد میں قربانی کرتا ہے۔ لیکن ہندوستان میں یہ احساس پیدا ہونا ضروری ہے کہ ہم وہ ملک ہیں جہاں احمدیت کا سوتا پھوٹا ہے۔ جہاں آسمان سے احمدیت کا نور نازل ہوا ہے۔ ایک لمبے عرصہ تک ہمیں یہ سعادت ملی کہ ہمارا فیض ساری دنیا کو پہنچتا رہا۔ مشرق کو بھی پہنچا۔ مغرب کو بھی پہنچا، کالوں کو بھی پہنچا، گوروں کو بھی پہنچا۔ ایک ہندوستان ہی تھا جو افریقہ کی ضرورتیں بھی پوری کر رہا تھا، امریکہ کی ضرورتیں بھی پوری کر رہا تھا، یورپ کے ممالک کی ضرورتیں بھی پوری کر رہا تھا اور مشرقِ بعید کے ممالک کی ضرورتیں بھی پوری کر رہا تھا۔ کبھی کسی ہندوستانی احمدی کے دل میں یہ خیال نہیں آیا کہ وہ دوسروں پر احسان کرتا ہے اُس کے لئے یہ سعادت تھی اور اس

سعادت کے نتیجہ میں تکبر کے نتیجہ میں نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے احسان کو یاد رکھتے ہوئے اس کا سر اونچا ہوتا تھا۔ سر کا اونچا ہونا بھی مختلف وجوہ سے ہو سکتا ہے۔ یاد رکھیں کہ سر کا اونچا ہونا لازماً تکبر کی علامت نہیں ہے۔ بعض دفعہ نیک مقاصد کے لئے بھی سر بلند کئے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے احسان کے تابع جہاں سر جھکتے ہیں وہاں سر بلند بھی ہوا کرتے ہیں۔ پس ان معنوں میں ہندوستان کی جماعتوں کا سر بہت بلند تھا لیکن رفتہ رفتہ تقسیم کے بعد جو کمزوریاں پیدا ہونی شروع ہوئیں ان میں ایک مصیبت یہ آ پڑی کہ دوسروں پر انحصار کا رجحان پیدا ہو گیا اور ہندوستان یہ بھول گیا کہ وہ تو ایک فیض رسان ملک تھا اور فیض رسان ملک کے طور پر بنایا گیا تھا۔ اس مقصد کے لئے خدا نے اسے چنا تھا کہ اُس کا فیض ساری دنیا میں پھیلے۔

پس اس نقطۂ نگاہ سے

ہندوستان کی جماعتوں کو اپنے حالات کا از سر نو جائزہ لینا چاہئے۔

میں یہ نہیں کہتا کہ فلاں جماعت کے لوگ مالی قربانی میں پیچھے ہیں اور فلاں کے آگے ہیں لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی ضروریات کے لئے استطاعت ضرور بخشی ہے۔ آپ میں جتنے مخلصین کام کے لئے آگے آ سکتے ہیں ان کا آپ کی تعداد سے ایک تناسب ہے اور ہر قوم میں یہ تناسب موجود ہوتا ہے۔ پس جتنے مخلصین آپ پیدا کر سکتے ہیں ان مخلصین کی ضروریات کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ضرور توفیق بخشی ہے۔ پس اگر وہ ضروریات پوری نہ ہوں اور باہر سے مدد کی ضرورت پیش آئے تو یہ تکلیف دہ صورت ابھرتی ہے کہ ہندوستان کی جماعتیں اپنے فرائض کو پورا ادا نہیں کر رہیں۔ پس میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے حالات کا جائزہ لیں۔ آپ میں سے وہ خوش نصیب جن کو خدا تعالیٰ نے کثرت سے دولت عطا فرمائی ہے اور ایسے ضرور ہیں وہ یہ جائزہ لیں کہ کیا وہ اس نسبت سے جس نسبت سے اللہ نے ان پر فضل فرمایا ہے۔ خدا کے حضور مالی قربانی میں لبیک کہتے ہیں کہ نہیں۔

یہ خیال کہ جماعت کے عہدیداران کو کیا پتہ کہ ہمارے پاس کیا ہے، ہمیں کتنا ملتا ہے۔ یہ ایک بے تعلق اور بے معنی خیال ہے۔ جماعت کے عہدیداران کو خوش کرنے کے لئے تو آپ نے دینا ہی نہیں ہے۔ جس کے حضور پیش کرتے ہیں اُسے سب کچھ پتہ ہے۔ کیونکہ دینے والا ہاتھ وہ ہے۔ عطا کرنے والے کو کیسے آپ دھوکہ دے سکتے ہیں۔ جس نے خود آپ کو کچھ دیا ہو آپ کیسے یہ سوچ سکتے ہیں کہ اسے آپ کے حالات کا علم نہیں ہے۔ پس ان عذر کے قصوں کو بھلا دیجئے۔ چھوڑ دیں ان باتوں کو کہ آپ کے اوپر کتنی ذمہ داری ہے اور مالی لحاظ سے لوگ سمجھتے ہیں کہ آپ اچھے ہیں لیکن عملاً یہ حال نہیں ہے۔

اس قسم کی باتیں عموماً کم چندہ دینے والے کیا کرتے ہیں۔ ان کو بھلا دیجئے اور یہ بات دیکھئے کہ جس خدا نے آپ کو عطا کیا ہے اگر اس کی محبت اور پیار کے اظہار کے لئے آپ اس کے حضور کچھ پیش کرتے ہیں تو وہ اُسے رکھ نہیں لے گا وہ اُسے واپس لوٹائے گا اور دہ چند کر کے واپس لوٹائے گا اور دس گنا زیادہ کر کے واپس لوٹانا اُس نے اپنے اوپر فرض کر لیا ہے۔ وہ کیسے یہ کام کرتا ہے ہم ان اسرار کو نہیں جانتے مگر روز مرہ کی زندگی میں ان کاموں کو ہوتا ہوا دیکھتے ہیں لیکن وہ لوگ جو اخلاص کے اعلیٰ معیار پر قائم ہیں ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے کوئی حد قائم نہیں فرمائی۔ فرمایا: پھر جسے وہ چاہے اسے جتنا چاہے بڑھا کر دیتا چلا جائے۔ اس کی کوئی حد ... نہیں ہے تو پہلے تو یہ دیکھیں کہ

خدا کے معاملے میں کنجوسی کرنا

کوئی عقل کا سودا ہے؟ کوئی نفع کا سودا ہے یا گھاٹے کا سودا ہے۔ اللہ تعالیٰ بہت ہی حلیم ہے اور ضروری نہیں کہ ہر کنجوسی کرنے والے کو اس کی کنجوسی کی فوراً سزا دے۔ وہ مستغنی بھی ہے۔ وہ بعض دفعہ پرواہ بھی نہیں کرتا اور خصوصاً ان لوگوں کی پرواہ نہیں کرتا جن سے توقعات نہ ہوں۔ پس خدا کی طرف سے اس معاملہ میں پکڑ کا نہ آنا ایک خطرناک علامت ہے۔ میرا ساری زندگی کا تجربہ ہے کہ نیک لوگوں پر غفلت کے نتیجہ میں احساس دلانے والی پکڑ ضرور جلدی آیا کرتی ہے۔ خدا کی پکڑ کی صرف ایک ہی قسم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عقوبت کی بھی اور پکڑ کی بھی بہت سی قسمیں ہیں۔ بعض دفعہ پکڑ ایسی ہوتی ہے جو صرف احساس دلانے کے لئے ہوتی ہے کہ میں ہوں! تم سے یہ توقع نہیں تھی۔ یہ کام نہیں کرنا ورنہ میں غالب ہوں۔ مجھ سے بھاگ کر تم الگ نہیں جا سکتے۔ یہ ایک ایسی پکڑ ہے جسے مومن اور مخلص مومن ہی جانتا ہے۔ غیروں کو اندازہ ہی نہیں کہ یہ کیا چیز ہوتی ہے۔ اس کا نام ابتلاء نہیں ہے۔ اس کا نام سوائے محبت کی دنیا کے کسی اور دنیا کو معلوم ہی نہیں ہو سکتا۔ ایک ماں جو اپنے بیٹے سے محبت رکھتی ہے اور اعلیٰ توقع رکھتی ہے جب وہ غفلت کرتا ہے تو ضروری نہیں کہ اُسے سزا دے۔ لیکن اُس کی آنکھ میں ہلکی سی جو مایوسی ظاہر ہوتی ہے وہی اس پیار سے بچے کے لئے سزا بن جاتی ہے۔ اگر نسبتاً کم لطیف مزاج کا بچہ ہو تو اس کے لئے اظہار ناراضگی یا اظہار مایوسی ذرا اور رنگ میں ظاہر ہوگا۔ نسبتاً زیادہ تفصیل کر ظاہر ہوگا مگر وہ بھی عام دنیاوی معنوں میں عقوبت یا سزا نہیں کہلاتی۔ وہ محض ایک یاد دہانی ہے۔ پس میرا تجربہ ہے کہ خدا تعالیٰ مومنوں کو جن سے توقعات رکھتا ہے جن کو آگے بڑھانا چاہتا ہے ان کی بعض ایسی غلطیوں پر ضرور پکڑتا ہے اور جلدی پکڑتا ہے اور اس پکڑ کا نتیجہ ان کی اصلاح ہوتی ہے اور ان کے اور خدا کے درمیان ایک ایسا رشتہ قائم ہو جاتا ہے کہ وہ کچھ تجربے کے بعد جان لیتے ہیں، خوب اچھی طرح پہچان لیتے ہیں کہ خدا سے بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتے۔ جہاں ہم نے غلطی کی ہم اپنی غلطی میں کامیاب نہیں ہوں گے۔ ہم اپنے غلط مقصد کو حاصل نہیں کر سکیں گے۔ پس وہ خوش نصیب ہیں جو غفلت کے نتیجہ میں ان معنوں میں پکڑے جاتے ہیں لیکن وہ لوگ جو اپنے حال پر راضی ہو جائیں، جن کی تجوریاں بھرتی رہیں، جن کے رزقوں میں ترقی ہوتی چلی جائے وہ یہ سمجھنے لگیں کہ خدا ہم سے تو راضی ہے، اگر ہم اس کے حضور پیش کرنے میں کمی بھی دکھاتے ہیں تو اس نے کبھی بھی ناراضگی کا اظہار نہیں کیا۔ یہ بہت بڑی بیوقوفی ہے۔ خدا مستغنی ہے۔ وہ عطا کرنے والا ہے ایسے موقعہ پر اس کی ناراضگی کا ظاہری اظہار کوئی نہیں ہو سکتا۔ سوائے اس کے کہ کوئی شخص اتنا دور چلا جائے کہ وہ دین کا دشمن ہو، پھر بعض دفعہ اس کو دنیا میں عبرت کا نشان بنایا جاتا ہے لیکن یہ تو بہت ہی بعید کی بات ہے۔

میں کسی احمدی کے متعلق یہ تصور بھی نہیں کر سکتا

کہ وہ نعوذ باللہ اس حال کو پہنچ جائے۔ پس وہ لوگ جن کو خدا نے زیادہ دیا ہے خواہ وہ کسی بھی صوبے سے تعلق رکھتے ہوں، خواہ ان تک مال کے انسپکٹر ان کی آواز پہنچتی ہو یا نہیں یا مرکز کے ناظران کے خطوط پہنچتے ہوں یا نہیں ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ خدا جانتا ہے اور خواہ آپ ظاہری قربانی کریں، اعلانیہ قربانی کریں یا مخفی قربانی کریں خدا کے علم میں ہے کہ کون میرا بندہ مجھ سے محبت رکھتا ہے، میرے پیار کے نتیجہ میں وہ میرے حضور کچھ پیش کرتا رہتا ہے، اس علم کو آپ اپنے کانشنس، دماغ میں اگر محسوس کریں۔ یعنی باشعور طور پر ہر قربانی کرنے والا قربانی کرتے وقت یہ جانتا ہو کہ میرے مولیٰ کی مجھ پر نظر ہے تو اس کی قربانی کا معیار یکدفعہ بدل جائے گا۔ اس میں ایک انقلاب برپا ہو جائے گا کیونکہ وہ شخص جسے کوئی

دیکھ رہا ہو اور خصوصاً وہ دیکھنے والا ہو جو اُس سے بلند تر قوت رکھتا ہو جس کا اُس شخص کے دل میں احترام ہو۔ جب دیکھا جا رہا ہے تو اس وقت اس کا ردِ عمل بالکل مختلف ہوتا ہے۔ اُس کی ادائیں بدل جاتی ہیں۔ بچے دیکھا ہے کہ ان لوگوں کے سامنے جن کی عزت کرتے ہیں کتنے مہذب اور بن ٹھن کر تیار بیٹھے ہوتے ہیں۔ گفتگو کا سلیقہ بھی بالکل مختلف۔ لیکن ادھر دستاویز کر چہ سے باہر نکلا یا ماں چلی گئی تو دنیا کے شور و شرابہ برپا ہو جاتا ہے۔ دیکھنے کا جو مضمون ہے یہ ایک بہت بڑا اہم مضمون ہے اس کو سمجھے بغیر اخلاص میں کچھ ترقی ہو نہیں سکتی۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو ایک بہت ہی پاکیزہ اور عظیم الشان کلام میں اظہار کیا ہے فرمایا کہ

"... تو دیکھ رہا ہے" صرف یہ مطلب نہیں ہے کہ خدا میری نگہداشت کر رہا ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ میں ہر آن اس کے سامنے کھڑا ہوا ہوں۔ میری زندگی کا کوئی شعبہ بھی اس کی نظر سے اوجھل نہیں ہے۔ چھپا ہوا نہیں ہے۔ میں کیسے نافرمانی کر سکتا ہوں مجھے تو توفیق ہی نہیں ہے۔ میں تو ہر وقت دھوپ میں بیٹھا رہتا ہوں۔ میری زندگی کا کوئی حصہ چھپا ہوا مخفی، پُر اسرار نہیں ہے۔ ہر وقت میرا خدا مجھے دیکھ رہا ہے۔ پس ان معنوں میں جب خدا دیکھتا ہے تو انسان کے طرزِ عمل میں ایک پاک تبدیلی پیدا ہوتی ہے اور اس کے نتیجہ میں پھر دوسرے معنے میں بھی دیکھتا ہے یعنی ہر وقت اس کی پیار کی نظر اس بندہ پر رہتی ہے۔ نگہداشت کی نظر اس پر رہتی ہے اور ان کے دشمن اس پر وار نہیں کر سکتے۔ خدا کی حفاظت ان کے واروں کو ناکام اور نامراد کر دیتی ہے۔

نگہداشت کی نظر اسی پہلی نظر کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔ اس کی کوئی کمی نہیں ہے اور لوگ اس مضمون کو نہ سمجھنے کے نتیجہ میں بہت سی نعمتوں سے محروم رہ جاتے ہیں۔ پس اسی کا تجربہ ہر جماعت کا چندہ دینے والا اپنی روزمرہ کے چندوں میں کر کے دیکھے تو وہ محسوس کرے گا کہ مالی قربانی سے اُسے نئی عظمتیں اور نئی رفعتیں نصیب ہو رہی ہیں اور خدا تعالیٰ سے اس کا تعلق دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔ پس ایسی مالی قربانی نہ کریں جس کے نتیجہ میں خدا سے تعلق کم ہو۔

ایسی مالی قربانی کریں

جس کے نتیجہ میں آپ خدا کے پیارے بنتے چلے جائیں اور وہ آپ کا نگہدار ہو جائے۔ آپ کی ہر ضرورت کا کفیل ہو جائے۔ وہ اپنے ذمہ یہ لے لے کہ اس بندے کی ہر ضرورت میں پوری کروں گا کیونکہ اس نے میری خاطر اپنی ضرورتوں کو نظر انداز کر کے میرے حضور کچھ مالی قربانی پیش کی ہے۔ خدا سے زیادہ شکر گزار اور کوئی نہیں ہے اسی لئے اس کا نام شکور رکھا گیا ہے حالانکہ اگر آپ گہرائی سے دیکھیں تو شکر کے مضمون کا خدا پر اطلاق ہو ہی نہیں سکتا اور ظاہری نظر سے ہم اس معاملہ پر غور نہیں کر سکتے۔ شکر تو اس کا ادا کیا جاتا ہے جس نے کوئی احسان کیا ہو۔ خدا پر تو کوئی احسان ہو ہی نہیں سکتا۔ جو کچھ ہے اُسی نے عطا کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے

پھر وہ "شکور" کیوں ہے؟ "شکور" ایک مضمون ہے ... اس کا شکر بھی احسان کی ایک بہت ہی اعلیٰ درجہ کی قسم ہے۔ اس شکر کی کوئی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔ اپنے بندے پر احسان فرماتا ہے کہ اُسے اپنی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق بخشے اور پاک چیزوں سے خرچ کرنے کی توفیق بخشے، پھر شکر کے ساتھ اُسے قبول فرماتا ہے اور اس کی ضروریات کا کفیل بننا اس کی ذمہ داری ہو جاتی ہے۔

خدا تعالیٰ کے "شکور" ہونے کا یہ جو مضمون ہے یہ اتنا لطیف مضمون ہے کہ اس پر آپ جتنا غور کریں اتنا ہی اللہ تعالیٰ کی محبت آپ کے دل میں اُٹھتی چلی جائے گی۔ پس چندے دیں تو اس ادا سے دیں کہ ہر چندہ آپ کے طرزِ فکر کو خدا کی محبت کی سمت رواں کر دے۔ آپ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلقات کے مضمون پر غور کیا کریں۔ اتنی سی مالی قربانی آپ کو وہ کچھ عطا کر جائے جسے دنیا کی ساری دولتیں بھی خرید نہ سکتی ہوں۔ ایک شخص چند کوڑی خدا کے حضور پیش کر دیتا ہے، ایک ہے جو چند لاکھ پیش کر دیتا ہے لیکن خدا تو نہ چند کوڑی میں خریدا جا سکتا ہے نہ چند لاکھ میں خریدا جا سکتا ہے۔ تمام دنیا کی دولتیں خدا اُسی نے عطا کر رکھی ہیں۔ ساری دنیا کی دولتیں بھی اس کے حضور پیش کر دیں تو خدا خریدا نہیں جا سکتا۔ گویا کہ حضرت یوسف کی ایک آنی پر بک گئی اور آج تک دنیا اس کے قصے سناتی ہے۔ لیکن یوسف کو خدا سے کیا نسبت ہے۔ خدا تو ایک آنی سے کم رزق کے ایک دانے پر بھی بکنے کے لئے تیار بیٹھا ہے اگر وہ محبت اور خلوص کے ساتھ اس کے حضور پیش کیا جائے۔ تو اپنی عظیم الشان قربانیوں کو اس طرح ضائع نہ کریں۔

جب خدا کے نام پر آپ سے مانگا جائے

تو خدا کو حاضر ناظر جان کر اپنے حالات پر غور کریں کہ اس سے تعلق بڑھانے کے لئے، اس سے پیار کے رشتے قائم کرنے کے لئے پیش کیا کریں۔ نتیجۃً آپ کی تنگ دستیاں بھی دور ہونی شروع ہو جائیں گی اور آپ کو غیر معمولی وسعت ملے گی۔ اور ایسی وسعت نہیں ملے گی جو ... ابتلاء بن جائے۔ ایسی وسعت ملے گی جو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو بدلیاں بن کر اُٹھائے گی اور آپ ہمیشہ خدا کی رحمت کے سائبان تلے رہیں گے۔ آپ پر خدا کی برکتیں بارش برسائیں گی۔ آپ کی مصیبتیں کم ہوتی چلی جائیں گی۔ آپ کی راحت کے سامان بڑھتے چلے جائیں گے اور پھر بچے بھی آپ کے ... رہیں گے وہ آپ کے لئے ... ہوگا۔ قادیان دارالامان ہے آپ کے لئے ایک پیغام ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان قربانیوں اور قربانیوں کی اداؤں کے ساتھ اپنے گھر کو ایک دارالامان خدا سے طلب کیا یعنی زبانِ حال سے اور اللہ تعالیٰ نے اس دارالامان کو پہلے "الدار" کی صورت میں عطا فرمایا۔ پھر اس کا درجہ بڑھتا چلا گیا یہاں تک کہ یہ وعدہ فرما دیا کہ جو تیرا روحانی فرزند ہے، تجھ سے روحانی تعلق جوڑتا ہے وہ بھی تیرے گھر کی امان میں ہے۔ پس

قادیان کی امان کو آپ سارے ہندوستان پر پھیلا سکتے ہیں۔

یہ امان ایسی نہیں جو جغرافیائی حد بندیوں کی پابند ہو۔ یہ ایسا پودا ہے جو آپ کے گھروں میں لگ سکتا ہے اور ہر احمدی ہر ایک کو دارالامان بنا سکتا ہے مگر اس کا طریق وہی ہے جو میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے جب ایسا تعلق قائم کر لیا جائے کہ آپ پیار کے نتیجہ میں اس کی خاطر اُٹھتے بیٹھتے اور قربانیاں کرتے ہوں، ضرورت کی غرض سے نہیں، خوف یا اطاعت کے طور پر نہیں تو خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ کو امان دی جاتی ہے۔ ہر قسم کے مصائب سے امان دی جاتی ہے۔ ہر قسم کی مشکلات سے امان دی جاتی ہے اور آپ یہ جانتے ہیں کہ آپ کا ایک پیار کرنے والا آپ کا نگہداشت کرنے والا ایک موجود ہے۔ ہمیشہ وہ آپ کے سر پر کھڑا ہے اور آپ کا ہاتھ تھامنے والا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جو شخص ایسا خدا کا ہو جائے ... تو خدا اس کے لئے غیرت رکھتا ہے۔ جب اُسے ... اس کا دشمن اس کے لئے کیا تیاری کر رہا ہے تو خدا تعالیٰ اس کے دشمن کی شرارتوں پر نظر رکھتے ہوئے ان کے توڑ کے سامان کرتا ہے اور دشمن کے ہر وار کو اس کے پڑنے سے پہلے ہی معطل اور ناکام کر دیتا ہے۔ پس یہ خدا سے ہم نے تعلق باندھا ہے ہم خدا سے اپنے تعلق کو استوار کرتا ہے۔

وقفِ جدید کے سلسلہ میں بھی اور دیگر چندوں کے سلسلہ میں بھی میں ہندوستان کی جماعتوں کو متوجہ کرتا ہوں کہ باہر کی دُنیا کے لوگ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں بہت آگے نکل چکے ہیں اور بڑی تیزی سے آگے نکل رہے ہیں۔ اس لئے آپ اپنے پہلے اعزاز کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔

وہ جھنڈا جو خدا نے خود آپ کے ہاتھ میں تھمایا تھا

یعنی عظیم مالی قربانیوں کا جھنڈا اُسے اپنے سینے سے چمٹا رکھیں، اُسے بلند رکھیں اور اگرچہ سب آپ کے بھائی ہیں۔ اُن سے حسد اور رقابت کوئی نہیں مگر نیکیوں میں خدا تعالیٰ کا یہی حکم ہے کہ ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرو۔ پس اس روحانی رقابت کو تو بہرحال آپ کو محسوس کرنا ہوگا۔ یہ عہد کریں اور یہ دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ دن جلد آئیں جب نہ صرف یہ کہ آپ اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں بلکہ ازسرِ نو ساری دُنیا کی ضرورتیں پوری کرنے کیلئے آپ خدا کے حضور مالی قربانیاں کرنی شروع کر دیں اور ایک دفعہ پھر آپ کا سر اُس فخر کے ساتھ بلند ہو جو عجز اور شکر کا جذبہ اپنے اندر رکھتا ہے کہ الحمدللہ۔ ثم الحمدللہ، اپنی توفیق سے نہیں بلکہ خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ہمیں یہ توفیق ملی ہے کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قربانی کے جو اسلوب اور قربانی کی جو ادائیں ہمیں سکھائی تھیں ازسرِ نو ہم نے اُن کو اپنا لیا ہے۔ اب اس پہلو سے ہم دُنیا کے حسین ترین وجود بن کے اُبھر رہے ہیں۔ خدا کرے ایسا ہی ہو اور بجلد تر آپ کو اس کی توفیق ملے۔

جماعتوں کی طرف سے قربانیوں کے مقابلے کی جو فہرست پیش کی جاتی ہے تاکہ دوسروں کو تحریک ہو وہ تو بہت لمبی ہے صرف دو باتیں کر کے اب میں اس خطبہ کو ختم کرتا ہوں۔ پہلے تو پاکستان اور ہندوستان کو چھوڑ کر دنیا کے دیگر ممالک میں جو پہلے دس ملک ہیں ان کا ترتیب وار اعلان کرنا چاہتا ہوں تاکہ جو ملک خدا کے فضل سے اس مقابلے میں نمایاں حیثیت حاصل کر سکے ہیں ان کو طمانیت نصیب ہو اور وہ ملک جو اُن سے پیچھے رہ گئے ہیں ان کے اندر یہ جذبہ پیدا ہو کہ ہم بھی آگے بڑھیں اور ان کا مقابلہ کریں۔ اس لئے میں وہ فہرست پڑھ کر آپ کو سناتا ہوں۔

اس ضمن میں پہلی بات یہ ہے کہ پہلی تحریک پر بیرونِ ہند و پاکستان اور بیرون بنگلہ دیش ممالک نے جو مالی قربانی وقفِ جدید کے لئے پیش کی تھی وہ چند ہزار کی تھی لیکن ۱۹۹۱ء میں جو وقفِ جدید کے لحاظ سے آج ختم ہو رہا ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑھ کر ایک لاکھ پانچ ہزار ۹۶۳ پاؤنڈ بن چکی ہے اور اس کو اگر روپوں میں ڈھالا جائے اور ہندوستان اور پاکستان کی مالی قربانی کو بھی روپوں کے ایک ہی معیار پر اکٹھا کر دیا جائے تو یہ پہلا سال ہے کہ خدا کے فضل سے وقفِ جدید کی سالانہ آمد ایک کروڑ روپے ہو چکی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا بہت ہی عظیم احسان ہے اور یہ حُسنِ اتفاق بھی اسی سال کو نصیب ہوا ہے۔

دوسری بات اوّل اور دوم کے لحاظ سے یہ ہے کہ ساری دُنیا پر

جرمنی کی جماعت

وقفِ جدید کی مالی قربانی میں سبقت لے جا چکی ہے اور پچھلے سال بھی خدا کے فضل سے اُنہوں نے اس سبقت کو قائم رکھا تھا اور اس سال بھی باوجود اس کے کہ بعض دیگر رشک رکھنے والے لوگوں نے زور بھی مارے مگر جرمنی نے ان کو آگے نہیں نکلنے دیا اور لطف کی بات یہ ہے کہ وعدہ تو ۲۹ ہزار ۸۴۶ سٹرلنگ پاؤنڈز کا تھا لیکن ادائیگی ۳۲ ہزار ۶۹۴ کی ہے۔ خدا کے فضل سے وعدوں سے بہت بڑھ کر انہوں نے ادائیگی کی توفیق پائی اور یہ بھی خدا کا ایک خاص اعزاز ہے۔ امریکہ نمبر ۲ ہے۔ ۲۱ ہزار ۷۴ ادائیگی ہے لیکن وعدے سے کچھ پیچھے رہا ہے۔ پس دونوں لحاظ سے یہ جرمنی سے پیچھے ہے۔ کینیڈا نمبر ۳ ہے جس کی ۱۳ ہزار ۷۷ ۲ پاؤنڈ کی ادائیگی ہے۔ اور اللہ کے فضل سے وعدے سے کچھ زیادہ دیا ہے۔ برطانیہ نمبر ۴ ہے ۱۲،۵۰۰ کے وعدے کے مقابل پر ۱۲،۰۵۱ پیش کیا۔ اس کے بعد انڈونیشیا، جاپان، ناروے، ماریشس، ہالینڈ اور بنگلہ دیش آتے ہیں۔

جاپان کو دُنیا میں ایک خصوصیت حاصل ہے

جو وہ آج بھی برقرار رکھے ہوئے ہے اور مالی قربانی کے ہر شعبہ میں اُسے یہ خصوصیت حاصل ہے کہ فی چندہ دہندہ (کے حساب سے) جاپان ساری دُنیا میں سب سے زیادہ اور سب سے آگے ہے اور اتنا نمایاں آگے ہے کہ کسی اور ملک کو ابھی مستقبل قریب میں بظاہر یہ توفیق نہیں ملے گی کہ وہ اس کو پکڑ سکے۔ جاپان کا جو میں نے جائزہ لیا تھا تو اس سے پتہ چلتا تھا کہ فی کس مالی قربانی میں بعض ممالک سے تقریباً ۳۰ گنا زیادہ، بعض ممالک سے ۴ گنا زیادہ یعنی بہت ہی آگے ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کو بھی یعنی اہلِ ہندوستان کو بھی یہ توفیق عطا فرمائے کہ نہ صرف وقفِ جدید کے میدان میں بلکہ دیگر سب میدانوں میں بھی مالی قربانی میں بھی پورے جوش اور خلوص کے ساتھ آگے بڑھیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لطف اُٹھائیں اور اللہ آپ کے اموال میں بھی اس کے نتیجہ میں بہت ہی برکت دے اور آپ کی مالی کمزوریاں دور فرمائے اور جہاں تک زندگیاں پیش کرنے کا تعلق ہے خدا تعالیٰ آپ کو یہ بھی توفیق عطا فرمائے کہ آپ اپنے ملک کی ضرورتیں خود پوری کر سکیں۔ اس توقع کے بعد کہ ہندوستان میری آواز پر اسی طرح نمایاں شان سے لبیک کہے گا جس طرح آج کا جلسہ ایک نمایاں شان رکھتا ہے، آپ میں اس خطبہ کو ختم کرتا ہوں ٭

صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان کے متعلق

ایک غیر مُسلم بھائی کے تاثرات

قادیان کے ایک غیر مُسلم دوست ڈاکٹر دیوان چند بھگت نے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظرِ اعلیٰ قادیان کو لکھا:۔

"جلسہ سالانہ تو ہر سال ہوتا ہے۔ لیکن یہ جلسہ ہر لحاظ سے اپنی ایک الگ پہچان چھوڑ گیا ہے مجھے جماعت احمدیہ کا یہ صد سالہ جلسہ سالانہ دیکھ کر حیرت انگیز جانکاری ملی ہے اس میں مختلف ملکوں کے لوگوں کی شمولیت ایک دلکش نظارہ تھی ایک بہت بڑی تعداد میں لوگ بلکہ مخلصین یہاں قادیان میں تشریف لائے جس کا ہم تصور بھی نہ کر سکتے تھے۔ یہ سب نظارہ دیکھ کر احساس ہوتا تھا کہ دُنیا بھر میں جماعت احمدیہ کتنی منظم اور دلکش ہے۔ کیونکہ ہر احمدی کے دل میں پیار ہی پیار ہے۔

میں ہندوستان کے بٹوارے کے بعد سے اب تک قادیان میں ہی رہ رہا ہوں۔ اور میرے احمدیہ جماعت کے بہت سے لوگوں کے ساتھ تعلقات ہیں۔

میں نے دیکھا کہ جو اس جماعت کے لوگوں میں محبت کا جذبہ ہے وہ اوروں میں کم ہے۔ ایمانداری سچائی اور صفائی احمدیہ جماعت کی ایک دلکش پہچان ہے۔ اس صد سالہ جلسہ میں حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کے خطبات سُن کر دل کو بہت سکون ملا۔ آپ کا ہر لفظ محبت کا پیغام تھا۔ امن کا پیغام تھا۔ روحانیت کا پیغام تھا۔ انسانیت کا پیغام تھا۔ آپ سچ مچ خدا کے برگزیدہ بندے ہیں۔ آپ کو مل کر دُنیا کی ہر تھکن دور ہو گئی۔ ہر ایک کے لئے آپ کے جذبات ایک سے ہیں خواہ وہ ہندو ہو یا سکھ یا عیسائی آپ سب سے ایک جیسی محبت کرتے ہیں۔ یہی محبت کا نشہ ہے جو ہر احمدی ایک دوسرے کے ساتھ کرتا ہے خواہ وہ کسی قوم و ملت کا ہو۔

جہاں خلیفہ کی آمد پر ہر قادیان کے واسی کو خوشی اور دلی سکون و سرور حاصل ہوا۔ اور روحانی غذا ملی اس کے ساتھ ہی بہت سے لوگوں کو اقتصادی فائدہ بھی ہوا اور ہندوستان کے لئے یہ فخر کی بات ہے کہ آج ہندوستان کے بہت سے صوبوں میں نفرتوں کی آگ سے بہت سے گھر جل رہے ہیں۔ اس میں مرزا صاحب کا امن کا پیغام بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ احمدیہ جماعت کا ہر فرد بھی اس کوشش میں لگا ہے کہ تمام عالم میں انسانی دوستی قائم ہو۔ اور ہمارا پیارا ہندوستان امن کا گہوارہ بن جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب کا پیغام سُن کر بہت سے لوگوں کے دلوں میں نیک تبدیلیاں پیدا ہوئی ہیں۔ کیونکہ پیار کا نام ہی پرماتما ہے۔ اور یہ ہی سچی تپسیا اور یوگ اور گیان ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ایسے جشن ہر سال ہوا کریں۔ جس سے سب لوگ بربریت (منافرت) ہو کر انسانیت کی سچے دل کے ساتھ سیوا کر سکیں۔ (پرماتما ایسا ہی کرے)

آپ کا شبھ چنتک

ڈاکٹر دیوان چند بھگت۔ سوشل ورکر قادیان

نئی نسل کی تربیت اور جماعت احمدیہ کی ذمہ داریاں

مکرم رفیق احمد صاحب طارق مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مرکرہ - کرناٹک

نئی نسل قوم کی ایک امانت ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے اُن کی تربیت کا کام بھی بڑا اہم اور بڑا نازک ہوتا ہے۔ کیونکہ نئی نسل کا وجود قومی زندگی میں ایک بیج کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور ایک اچھا زمیندار سب سے پہلے بیج کی فکر کرتا ہے۔ کیونکہ اگر بیج اچھا ہوگا تو فصل بھی اچھی اور کامیاب ہوگی۔

اسی طرح یہ بھی ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ قوموں کی تربیت ماؤں کی گود میں ہی ہوتی ہے۔ اور طبعی لحاظ سے بچے ماؤں سے زیادہ متأثر ہوتے ہیں۔ چنانچہ اسلام اپنے ماننے والوں کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ تم اپنے خالق و مالک مولیٰ کے حضور ہمیشہ یہ دُعا کیا کرو کہ اے ہمارے مولیٰ ہمیں پاک اور نیک جوڑے عطا فرما جو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث ہوں۔ اس دُعا کے ساتھ دوسرا نکتہ یہ سکھایا کہ تم اُن کی اچھی تعلیم و تربیت بھی کرو۔

آج جماعت احمدیہ بفضلہ تعالیٰ بڑی تیز رفتاری کے ساتھ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو کر اس عظیم الشان بشارتوں والی (پندرہویں) صدی میں داخل ہو چکی ہے۔ جب ساری دُنیا "یدخلون فی دین اللّٰہ افواجاً" کا نظارہ دیکھے گی۔

چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے پندرہویں صدی میں احمدیت کی عظیم الشان فتح کا ذکر کرتے ہوئے جماعت احمدیہ پر پڑنے والی ذمہ داریوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ :

"اس صدی میں فوج در فوج احمدیت میں داخل ہوں گے اور اُس وقت وہ ہمارے نظام سے یہ مطالبہ کرنے کا حق رکھیں گے کہ ہماری اور ہماری اولادوں کی تربیت کی جائے تا وہ بھی احمدیت کی حقیقی روح سے آشنا کیا جائے اور اُس وقت ہمیں ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں معلّمین اور مربیوں کی ضرورت ہوگی۔"

چنانچہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۷؍ جنوری ۱۹۷۵ء میں تقریر کرتے ہوئے بڑے زوردار الفاظ میں احباب جماعت کو ان الفاظ میں تاکید فرمائی تھی کہ :-

"ہماری جماعت کیلئے یہ ضروری ہے کہ جو صداقتیں کامل اور مکمل شکل میں پائی جاتی ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ایک کامل نبی محمد تمام روحانی کمال کا اس کے ذریعہ ہمیں عطا ہوئیں انتہائی کوشش کریں کہ یہ صداقتیں اور یہ انوار اور یہ حقائق اور یہ برکات اور یہ رحمتیں جماعت احمدیہ کی ایک نسل کے بعد دوسری نسل حاصل کرتی چلی جائے اور اگلے بیس سال کا زمانہ میرے نزدیک تربیت پر بہت زور دینے کا زمانہ ہے جس میں ہزاروں ہزار احمدیوں کو تربیت یافتہ ہونا چاہیئے .... بہرحال یہ زمانہ تربیت کا زمانہ ہے تاکہ نئی نسل بھی ان ذمہ داریوں کو نبھانے کے قابل ہو کر ہمارے ساتھ شانہ بشانہ کھڑی ہو جائے۔"

(منقول از اخبار بدر ...)

نیز حضورؒ نے خطبہ جمعہ فرمودہ ... ۱۹۶۹ء میں احمدی نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ :-

"نئے بچے نئے افراد نئی جماعتیں اور نئی قومیں اسلام میں داخل ہوں گی اور اسلام ساری دُنیا میں غالب آجائیگا۔ آپ ساری دُنیا کا معلّم بننے کی تربیت آپ کو ابھی حاصل کرنا چاہیئے۔ خدا جانے آپ میں سے کس کو یہ توفیق ملے کہ وہ ساری دُنیا میں تعلیم القرآن کی کلاسیں کھولنے کا کام کرے لیکن اگر ہم آج تیاری نہ کریں تو اس وقت اس ذمہ داری کو جو اس کی ذمہ داری ہوگی ہم نباہ نہیں سکیں گے۔"

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ۱۷؍ فروری ۱۹۴۹ء کو راولپنڈی میں احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ :-

"رسول کریمؐ نے فرمایا کہ کلکم راعٍ وکلکم مسئول عن رعیتہٖ تم میں سے ہر ایک اپنے گھر کا نگران ہے اور اُس کے گھر میں جو افراد رہتے ہیں اُن کے متعلق قیامت کے دن سوال کیا جائیگا قیامت کے دن ایک عورت سے بھی سوال کیا جائیگا کہ اُس نے دین کی خاطر کیا کیا قربانیاں کیں اور مرد سے بھی یہ سوال کیا جائیگا کہ اس نے اس سے کیا کیا قربانیاں کروائیں مگر ساتھ ہی باپ سے بھی یہ سوال کیا جائیگا کہ اس نے اس بارہ میں کیا کچھ کیا۔ کیونکہ بچوں کی ذمہ داری جیسے عورتوں پر ہے ویسے ہی اُن کی ذمہ داریاں باپوں پر بھی ہے۔ پس میں جماعت کے مردوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ ...... وہ اپنے بچوں کی اچھی طرح نگرانی کریں اور اس میں کسی قسم کی غفلت نہ کریں...... وہ یاد رکھیں کہ قیامت کے دن کوئی شخص یہ کہہ کر بریت حاصل نہیں کر سکتا کہ وہ خود نمازیں پڑھتا تھا وہ خود چندہ دیتا تھا وہ خود جماعتی کاموں میں حصہ لیتا تھا بلکہ قرآن کریم کہتا ہے کہ اس سے اُسکی بیوی کے متعلق بھی سوال کیا جائیگا ...... پھر بچوں کی تربیت کی ذمہ داری باپ پر بھی ہے اور اسلام میں اس نے عورت کو بھی شامل کیا ایک عورت یہ کہہ کر اپنی بریت نہیں کر سکتی کہ وہ لجنہ اماء اللہ کی ممبر ہے چندہ بھی دیتی ہے تبلیغ بھی کرتی ہے نمازیں بھی پڑھتی ہے زکوٰۃ بھی دیتی ہے بیشک وہ سب کچھ کرتی ہے لیکن قیامت کے دن اس سے یہ بھی سوال کیا جائیگا کہ اس نے اپنی اولاد کو بھی دیندار بنایا ہے کہ نہیں۔ غرض یہ چیز کافی نہیں کہ تم خود اخلاص دکھاؤ بلکہ ضروری ہے کہ اپنی اولاد میں بھی اخلاص کا مادہ پیدا کرو۔ اگر تم ایسا نہ کروگے تو تمہاری اپنی قربانی کافی نہیں ہو سکتی۔"

مندرجہ بالا رونگٹے کھڑے کرنے والے ارشادات پر غور فرمائیں۔ اور اس سلسلہ میں اپنی عظیم ذمہ داریوں کیطرف توجہ فرمائیں نیز اسی طرح ہمارے موجودہ پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ کے بھی بے شمار ارشادات تربیت سے متعلق ہیں مگر طوالت کے ڈر سے صرف ایک ارشاد کو درج کرنا ہی کافی سمجھتا ہوں جو آپ نے امسال جنوری فروری ۱۹۹۱ء کی ماہانہ کارگذاری بھارت کی رپورٹ کو ملاحظہ فرمانے کے بعد صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے نام فرمایا ہے۔ جس میں آپ نے فرمایا کہ :-

"میں آج کل اطفال کی تربیت کی طرف بہت زور دے رہا ہوں نہ صرف اُن میں بچپن میں نماز قائم کرنے کی ضرورت ہے بلکہ نماز کا ترجمہ سکھانے کی طرف بھی بہت توجہ کی ضرورت ہے اسی طرح قرآن کریم کی صحیح تلاوت اور بعض حصوں کی تلاوت کے علاوہ ترجمہ سکھانے کی بھی شدید ضرورت ہے۔ اسی طرح روز مرہ کے مسائل سے بچپن سے آگاہ کرنا چاہیئے اور اُن میں ایک نیا ولولہ پیدا کرنا چاہیئے ورنہ جس قسم کا معاند معاشرہ ہے۔ ہماری یہ نسلیں مثالی طور پر مستقبل کی ذمہ داریاں ادا نہیں کرسکیں گے۔"

پس خلفاء عظام کے ارشادات پر مزید کسی تشریح کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نئی نسل سے متعلق ہماری ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

تصحیح

بدر کے پرچہ مورخہ ۹؍ تا ۱۶؍ جنوری ۱۹۹۲ء میں محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب مرحوم امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد کی نماز جنازہ غائب کے بارہ میں لکھا گیا تھا کہ :-

"حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲۷؍ دسمبر ۱۹۹۱ء کو بعد نماز جمعہ نماز جنازہ غائب میں ان کو بھی شامل فرما لیا تھا"

یہ درست نہیں ہے بلکہ ۸؍ دسمبر ۱۹۹۱ء کو بعد نماز مغرب و عشاء ایک جنازہ حاضر کے ساتھ بعض دیگر مرحومین کی نماز جنازہ غائب حضور انور نے پڑھائی۔ جس میں محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب مرحوم کی نماز جنازہ غائب بھی شامل ہے۔

احباب اس کے مطابق درستی فرمالیں۔

(ادارہ بدر)

شاہراہ غلبۂ اسلام پر

ہمارے بڑھتے ہوئے قدم

سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ چنتہ کنٹہ

امسال لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ چنتہ کنٹہ کا سالانہ اجتماع ماہ اکتوبر میں منعقد ہوا مورخہ ۸ ر اکتوبر کو دس بجے تلاوت قرآن مجید اور نظم خوانی کے بعد عہد دہرایا گیا بعدہ لجنہ کی کھیلوں کے مقابلے ہوئے۔

اگلے روز مکرمہ امتہ اللہ سبحانی صاحبہ کی زیر صدارت دس بجے جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن مجید اور نظم خوانی سے ہوا افتتاحی تقریر نائب صدر صاحبہ نے کی تفصیلی رپورٹ مکرمہ یاسمین صاحبہ نے پڑھ کر سنائی۔ لجنہ کے دو گروپ A.B نے حسن قرأت کے اور تقاریر و نظم خوانی کے مقابلے میں حصہ لیا۔ اجتماع میں سترہ ممبرات نے حصہ لیا مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والی ممبرات کو صدر اجلاس نے انعامات دیئے

اجتماع کے آخر پہ لجنہ و ناصرات کو کھانا کھلایا گیا

لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ خانپور ملکی کا سالانہ اجتماع

لجنہ اماء اللہ خانپور ملکی کا ساتواں اور ناصرات الاحمدیہ کا چھٹا سالانہ اجتماع ۱۰ ر ۱۱ ر اکتوبر کو منعقد ہوا افتتاحی اجلاس ٹھیک ۱۱ بجے مکرمہ زینب نسرین صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ کی زیر صدارت شروع ہوا مکرمہ ناہید پروین صاحبہ نے قرآن مجید کی تلاوت کی سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ نے ناصرات کا عہد دہرایا اور طلعت جبیں نے نظم پڑھی۔

صدر جلسہ نے لجنہ اماء اللہ کے قیام کی غرض و غایت بیان کی۔ افتتاحی دعا کے بعد سیدنا حضور انور حضرت سیدہ ام متین صاحبہ کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا۔ اور مکرمہ طلعت جبیں صاحبہ نے احادیث پڑھ کر سنائیں بعدہ ناصرات الاحمدیہ کی سالانہ رپورٹ پڑھی گئی۔ اور معیار اوّل و دوم کی بچیوں نے ترانہ پیش کیا۔

دوسرا اجلاس ٹھیک ۲½ بجے زیر صدارت محترمہ حشمت آراء صاحبہ سیکرٹری مال شروع ہوا سائرہ پروین کی تلاوت کے بعد عہد دہرایا گیا اور راشدہ پروین نے نظم پڑھی۔ ازاں بعد لجنہ اماء اللہ کی سالانہ رپورٹ پیش کی گئی۔ عزیزہ شاہدہ پروین نے قصیدہ پڑھا اور ذکیہ شمیم ایم۔ اے۔ نے حدیث پیش کی دونوں روز علمی مقابلہ جات ہوئے

تیسرا اجلاس مکرمہ مینہ خاتون صاحبہ کی زیر صدارت شروع ہوا عزیزہ کوثر ناہید کی تلاوت کے بعد شاہدہ پروین نے نظم پڑھی اور صدر اجلاس نے مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والی ممبرات کو انعامات دیئے۔ اختتامی خطاب اور دعا کے بعد اجتماع کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔ اجتماع کے ایک روز قبل ورزشی مقابلہ جات بھی کرائے گئے غیر از جماعت بہنوں نے بھی اجتماع میں شرکت کی

کانپور میں جلسہ پیشوایان مذاہب

لجنہ اماء اللہ کانپور نے ۲۷ ر اکتوبر کو جلسہ پیشوایان مذاہب منعقد کیا۔ مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ کی تلاوت قرآن مجید کے بعد مکرمہ شگفتہ ناز صاحبہ نے عہد دہرایا بعدہ مکرمہ نسیم جہاں صاحبہ نے سیرت حضرت عیسیٰ علیہ السلام مکرمہ شبانہ پروین صاحبہ نے سیرت حضرت کرشن علیہ السلام مکرمہ سروری بیگم صاحبہ نے "عہد بیعت کا تقاضہ" عنوان پر تقاریر کیں لجنہ کے اجلاس کے بعد ناصرات الاحمدیہ کا بھی جلسہ ہوا۔

لجنہ اماء اللہ مونگھیر

مورخہ ۱۰ ر نومبر کو بعد نماز ظہر مکرمہ نجمہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم رضی احمد صاحب مرحوم کے مکان پر مکرمہ راشدہ شاہین صاحبہ کی صدارت میں جلسہ سیرۃ النبی صلعم منعقد ہوا جس میں احمدی مستورات کے علاوہ کثیر تعداد میں غیر احمدی خواتین نے بھی شرکت کی۔ مکرمہ طلعت افتخار صاحبہ کی تلاوت کے بعد مکرمہ بشریٰ جبیں صاحبہ مکرمہ کوثر جہاں صاحبہ۔ مکرمہ ثروت جہاں صاحبہ مکرمہ راشدہ شاہین صاحبہ مکرمہ طلعت افتخار صاحبہ مکرمہ فرحت جہاں صاحبہ اور مکرمہ سیدہ نزہت آراء صاحبہ صدر لجنہ مونگھیر نے تقاریر کیں اور مکرمہ تاجور غلام صاحبہ مکرمہ بشریٰ جبیں صاحبہ مکرمہ شائقہ پروین صاحبہ مکرمہ شہناز کمال صاحبہ مکرمہ شمس النساء صاحبہ نے نظمیں پڑھیں جملہ حاضرین کی چائے سے تواضع کی گئی۔

کوڈالی میں خصوصی تربیتی اجلاس

ایک خصوصی اجلاس مسجد احمدیہ کوڈالی میں یکم فروری ۹۲ ء کو بعد نماز مغرب و عشاء منعقد ہوا اجلاس کی صدارت مکرم ڈاکٹر بی۔ منصور احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ کوڈالی نے کی۔ مکرم کے عبد السلام صاحب معلم وقف جدید کی تلاوت کے بعد مکرم ندیم صادق صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی منظوم کلام خوش الحانی سے سنایا صدر اجلاس نے جلسہ سالانہ قادیان کے ایمان افروز حالات و واقعات سنائے ازاں بعد مکرم مولانا محمد عمر صاحب مبلغ انچارج کیرلہ نے تبلیغی و تربیتی امور کے اہم نکات بیان فرمائے مکرم سی مبارک احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ کوڈالی نے ہر دو مہمانان کا شکریہ ادا کیا۔

لجنہ اماء اللہ ظہیر آباد کا جلسہ سیرت النبیؐ

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم لجنہ اماء اللہ ظہیر آباد کے تحت ۱۶ ر جنوری ۹۲ ء کو منعقد ہوا مکرمہ ناصرہ بیگم صاحبہ کی تلاوت اور مکرمہ انوری بیگم صاحبہ کی نظم خوانی سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ اس جلسہ میں مکرمہ شاہدہ بیگم صاحبہ مکرمہ آسری بیگم صاحبہ مکرمہ ناصرہ بیگم صاحبہ مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ اور سلیمہ بیگم صاحبہ نے سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر کیں دوران جلسہ مکرمہ نزہت پروین صاحبہ مکرمہ رضیہ بیگم صاحبہ نے نظمیں پڑھیں آخر پر تمام بہنوں کی تواضع کی گئی

پالگھاٹ زون (کیرلہ) کی تبلیغی مساعی

پالگھاٹ زون یعنی پالگھاٹ ڈسٹرکٹ اور کوئمبتور ضلعوں کی جماعتوں نے مل کر ۳ ر نومبر ۹۱ ء کو جماعت احمدیہ چواد ساڑ کے قریب گرو وایدر وچاد اکاڈ اور منجار امدکو میں آٹھ جماعتوں کے پندرہ افراد نے ملکر چار وفد کی شکل میں انفرادی طور پر گھروں و مکانوں میں جاکر تبلیغ کی اور لٹریچر تقسیم کیا۔ ۱۰ ر نومبر ۹۱ ء کو ایک نئی جماعت کے قریب کوڈ منگلور میں ایک تبلیغی پروگرام کے تحت سولہ افراد پر مشتمل چار وفود نے مشترکہ تبلیغ کی۔ ۱۷ ر نومبر کو کوئمبتور میں پروگرام کے تحت سترہ افراد نے تبلیغ میں حصہ لیا اور انگریزی تامل ملایالم لٹریچر تقسیم کیا۔ ۲۴ ر نومبر ۹۱ ء کو ضلع ترشور ایک مسلم بازار کرو دلود میں پندرہ افراد نے مشترکہ طور پر تبلیغ کی اور لٹریچر تقسیم کیا۔ اس تبلیغی پروگرام کے تحت ایک ہفتہ میں ایک ہزار افراد تک پیغام حق پہنچایا گیا۔

کوڈ منگلور کیرلہ میں تبلیغ

کوڈ منگلور جو کہ ایک تاریخی جگہ ہے میں ایک تبلیغی پروگرام کے تحت ۱۰ ر نومبر ۹۱ ء کو چار گروپ پر مشتمل ۱۶ احباب نے مختلف جگہوں دکانوں اور گھروں میں جاکر تبلیغ کی اور پیار و محبت کے ماحول میں تبادلہ خیالات کیا۔ اس موقعہ پر مفت لٹریچر تقسیم کرنے کے علاوہ -/۹۰ روپے کی کتابیں فروخت ہوئیں۔ ۱۱ بجے صبح سے لیکر شام ۳ بجے تک یہ پروگرام جاری رہا۔

کوکنور میں تبلیغی جلسہ

۲۴ ر نومبر ۹۱ ء کو کوکنور میں زیر صدارت مکرم مولوی عبد الرؤف صاحب سرکل انچارج ایک تبلیغی جلسہ ہوا جس میں مجلس سوال و جواب بھی منعقد ہوئی جس سے کثیر تعداد تک اسلام و احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا جلسہ ساڑھے بارہ بجے رات تک چلتا رہا۔

بدر کی اعانت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں

درخواستہائے دُعا

● — مکرمہ ثریا خانم اہلیہ مکرم نصیر الدین صاحب ادھوا الہیا پاکستان بعارضہ کینسر تشویشناک طور پر بیمار ہیں اسی طرح "قدسیہ فضیلت" بنت مکرم قریشی محمد فضل اللہ صاحب کے گرنے سے بازو میں شدید چوٹ لگی ہے۔ کامل شفایابی کے لئے۔

● — مکرم ملک بشیر احمد صاحب اعوان انسپکٹر وقف جدید پاکستان ایک عرصہ سے یرقان سے بیمار ہیں اور ان کی اہلیہ بعارضہ شوگر بیمار ہیں شفائے کاملہ کے لئے

● — مکرم بشیر احمد خاں وینکوور کینیڈا اپنے لئے اور اپنی اولاد کی روحانی جسمانی ترقی کے لئے۔

● — مکرم محمود احمد صاحب فاروقی یو۔کے اپنے لئے اور اہل خانہ کی روحانی جسمانی برکات کے لئے

● — مکرم عبد الستار صاحب کیرنگ اڑیسہ جو جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کے لئے ریزرویشن کر چکے تھے جلسہ سے چند دن قبل اچانک وفات پا گئے مرحوم کی مغفرت کے لئے۔

درج ذیل احباب اعانت بدر ادا کرتے ہوئے اپنی اور اہل و عیال کی صحت و سلامتی پریشانیوں کے ازالہ اور کاروبار میں برکت کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔ مکرم غلام احمد خاں صاحب بھوبنیشور۔ مکرمہ خاتون بی بی صاحبہ کرڈاپلی۔ مکرمہ مسرت جہاں صاحبہ کرڈاپلی۔ مکرمہ اختری بیگم صاحبہ کرڈاپلی۔ مکرم ناصر خاں صاحب کرڈاپلی مکرمہ اے بیگم صاحبہ کرڈاپلی اڑیسہ۔

● — مکرم عبد السلام صاحب ٹاک صدر جماعت احمدیہ سری نگر پتے میں پتھری کی وجہ سے بیمار ہیں کامل شفایابی کے لئے

● — مکرم داؤد احمد صاحب بھٹی کافی عرصہ سے MULTIPLE مرض میں مبتلا ہے شفائے کاملہ عاجلہ کے لئے۔

● — عزیزہ وجیہہ صدیقہ بنت مکرم شیخ محبوب علی انٹرمیڈیٹ کے فائنل امتحان میں اسی طرح LANGUAGE کے عربی نصاب میں بھی جملہ طلباء میں اول قرار پائی ہے لڑکی کے والد محترم ۱۰/روپے اعانت بدر ادا کر کے عزیزہ کی مزید کامیابیوں کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔

ولادت

اللہ تعالیٰ نے مکرم مولوی سید وسیم احمد صاحب عجب شیر تیماپوری آف قادیان کو ۲۶ جنوری ۱۹۹۲ء کو بیٹا عطا فرمایا ہے جو کہ تحریک وقف نو کے تحت وقف ہے۔ حضور انور نے بچے کا نام "کامران احمد" تجویز فرمایا ہے۔ نومولود مکرم سید خلیل احمد صاحب عجب شیر تیماپوری کا پوتا اور مکرم محمد اسماعیل صاحب ننگلی درویش قادیان کا نواسہ ہے بچے کی صحت و تندرستی درازی عمر خادم دین بننے کے لئے درخواست دعا ہے۔ مکرم سید وسیم احمد صاحب نے اس خوشی کے موقعہ پر ۳۰/روپے اعانت بدر ادا کئے ہیں جزاہ اللہ۔

اعلانات نکاح و تقاریب شادی

● — عزیزہ امۃ الرؤف صاحبہ بنت مکرم میر سمیع اللہ صاحب ساکن یاری پورہ کا نکاح عزیز مبشر احمد صاحب خاں ابن مکرم راجہ عطاء الرحمٰن خاں صاحب ساکن یاری پورہ کے ساتھ مکرم سید امداد علی صاحب نے مبلغ ۳۰۰۰۰/روپے حق مہر پر ۲۱/۱۱/۹۱ کو پڑھا۔ مکرم راجہ عطاء الرحمٰن خاں صاحب مبلغ ۳۰/روپے اعانت بدر ادا کر کے رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت ہونے کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔

(عبد الحمید ٹاک امیر جماعت ہائے احمدیہ کشمیر)

● — میری چھوٹی بیٹی عزیزہ ممتاز یاسمین بنت مکرم محمد صلاح الدین ملک صاحب مرحوم کا نکاح عزیز سید راشد مجید صاحب ابن مکرم ڈاکٹر سید مجید عالم صاحب خانپور ملکی بہار کے ساتھ محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد ربوہ نے ۲۸ دسمبر ۱۹۹۱ء کو جلسہ سالانہ قادیان میں ۱۱۰۰۰/روپے حق مہر پر پڑھا۔

● — محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے میرے بیٹے عزیز اعجاز احمد ملک ابن مکرم محمد صلاح الدین ملک صاحب مرحوم کا نکاح عزیزہ سعیدہ قمر صاحبہ بنت مکرم محمد سراج الدین قمر صاحب آف کلکتہ کے ساتھ ۱۱۰۰۰/روپے حق مہر پر ۲۸ جنوری ۹۲ کو مسجد مبارک میں پڑھا۔

مبلغ یکصد روپے اعانت بدر ادا کرتے ہوئے ہر دو رشتوں کے جانبین کے لئے باعث خیر و برکت ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

(عظمہ خاتون قادیان)

اطلاع

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم منیر احمد صاحب خادم کی بحیثیت ایڈیٹر اخبار ہفت روزہ بدر منظوری مرحمت فرمائی ہے اللہ تعالیٰ موصوف کے لئے یہ اعزاز مبارک کرے اور بہتر رنگ میں خدمت سلسلہ احمدیہ بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کے لئے رجسٹرار نیوز پیپر کے دفتر میں منظوری کے لئے فارم جمع کرا دیئے گئے ہیں۔ گورنمنٹ سے منظوری ملنے تک اخبار سابق ایڈیٹر بدر مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل کے نام پر شائع ہوتا رہے گا۔

منیر احمد حافظ آبادی
پرنٹر و پبلشر ہفت روزہ بدر قادیان

غزل

ہر لمحہ ابتدا ہے یہاں انتہا نہیں!
دشتِ جنونِ عشق میں کوئی مجفا نہیں

جو رائیگاں گیا ہو کبھی بزمِ یار میں!!
وہ اشک اپنی آنکھ سے اب تک گرا نہیں

پہرے بٹھاؤ کتنے ہی گفت و شنید پہ
اہلِ طلب کے واسطے ہم بے نوا نہیں

مجھ کو مٹانا بس میں تمہارے نہیں رہا!
مقتلِ حیاتِ عشق ہے مرگِ وفا نہیں

تم ہو عدوئے جاں تو ہم بھی ہیں جاں بکف
یوں واسطہ کسی کو کسی سے پڑا نہیں

لالے کا سوز، رنگِ شفق، سُرخیٔ حِنا!
کس کے لہو کا رنگ ہے کس کو پتہ نہیں

ہے کاروانِ عشق ازل سے رواں دواں
جو رہروانِ شوق ہیں اُن کو فنا نہیں

اہلِ جنوں ہیں شکوۂ جور و جفا نہیں
کر لیجئے جو آپ سے اب تک ہوا نہیں

(پروفیسر کرامت راجپوت، کراچی)

قواعد انتخاب عہدیداران جماعتہائے احمدیہ بھارت

جماعتہائے احمدیہ بھارت کے عہدیداران کی موجودہ میعاد ۳۰؍جون ۱۹۹۲ء کو ختم ہو رہی ہے

جماعتہائے احمدیہ بھارت کے موجودہ عہدیداران کی میعاد چونکہ ۳۰؍جون ۱۹۹۲ء کو ختم ہو جائے گی اس لئے ضروری ہے کہ ۱۵؍مارچ ۱۹۹۲ء سے قبل نئے انتخابات کرا کے منتخب شدہ عہدیداران کی فہرستیں بغرض منظوری نظارت علیا میں بھجوائی جائیں۔ واضح رہے کہ نئے عہدیدار یکم جولائی ۹۲ء سے ۳۰؍جون ۱۹۹۵ء تک یعنی تین سال کے لئے منتخب کئے جائیں گے اور ان کا انتخاب درج ذیل قواعد کے مطابق ہوگا:-

انتخابی اجلاسات کے صدر صاحبان کا فرض ہے کہ وہ خود ان قواعد کی پابندی کریں اور جماعتوں سے بھی کرائیں۔ مبلغین سلسلہ اور انسپکٹران صیغہ جات سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنے دوروں میں جس جماعت میں جائیں ان قواعد کے مطابق انتخاب کروانے میں تعاون دیں۔ خود ان کو انتخاب میں حصہ لینے کی اجازت نہیں ہے۔ اُن کا کام صرف انتخابات کے لئے جماعتوں میں تحریک کرنا ہے۔ البتہ وہ اس امر کی نگرانی رکھنے کے لئے کہ اجلاس کی کارروائی قواعد کے ماتحت ہو رہی ہے اجلاس میں شامل ہو سکتے ہیں۔ اور اگر کوئی خلاف قاعدہ کارروائی ہو تو صدر اجلاس کو مناسب طور پر توجہ دلا سکتے ہیں۔ اصلاح نہ ہونے کی صورت میں انہیں چاہیئے کہ وہ اپنی رپورٹ نظارت علیا کو بھجوائیں۔ مگر یہ کام فوری طور پر ہونا چاہیئے تا انتخاب کی منظوری دیئے جانے سے پہلے ہی ایسی بے ضابطگی مرکزی دفتر کے علم میں آجائے۔

(۱) صرف مندرجہ ذیل عہدیداران کی فہرست بغرض منظوری نظارت علیا میں آنی چاہیئے:-
امیر۔ نائب امیر۔ صدر۔ نائب صدر۔ جنرل سیکرٹری۔ سیکرٹری تبلیغ و تربیت۔ سیکرٹری تعلیم۔ سیکرٹری امور عامہ و خارجہ۔ سیکرٹری وصایا۔ سیکرٹری مال۔ سیکرٹری اشاعت۔ سیکرٹری ضیافت۔ سیکرٹری رشتہ ناطہ۔ امام الصلوٰۃ۔ آڈیٹر۔ امین۔ محاسب۔

نوٹ:- (i) قاضی اور عہدیداران مجالس خدام الاحمدیہ و انصار اللہ و سیکرٹریان تحریک جدید و وقف جدید کی منظوری متعلقہ دفاتر سے لی جائے۔ اگر کسی جگہ نائب امیر اور نائب صدر کے علاوہ مندرجہ بالا عہدیداران کے نائبین کی ضرورت ہو تو ان کی منظوری مقامی انجمن خود دے سکتی ہے۔ ان کی منظوری کے لئے مرکز کو نہ لکھا جائے۔

(ii) امام الصلوٰۃ کی منظوری نظارت دعوت و تبلیغ سے بتوسط نظارت علیا حاصل کی جائے۔ لیکن امام الصلوٰۃ کے متعلق یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ یہ حق امیر یا صدر کا ہے۔ پس اگر وہ خود امام بنیں تو کسی علیحدہ منظوری کی ضرورت نہیں۔ لیکن اگر وہ خود امام نہ بنیں تو نظارت دعوت و تبلیغ سے مستقل انتظام کے لئے منظوری لی جائے۔ اور عارضی انتظام کے لئے (جس کی میعاد ایک ماہ تک ہو) خود امیر یا صدر فیصلہ کر سکتا ہے۔

(۲) صدر صرف ایسی جماعتوں میں منتخب کئے جائیں جہاں اُمراء مقرر نہیں ہیں۔ اسی طرح اگر چھوٹی جماعتوں میں جنرل سیکرٹری کے بغیر کام چل سکتا ہو تو جنرل سیکرٹری مقرر نہ کیا جائے کیونکہ اس کا دوسرے سیکرٹریوں کے ہوتے ہوئے کوئی خاص فائدہ نظر نہیں آتا۔ البتہ بڑی جماعتوں میں ضرورت ہو تو حرج نہیں۔

(۳) اگر کوئی جماعت بالاتفاق کسی ایک ہی دوست کو عہدہ صدارت کے لئے منتخب کرے اور کسی قسم کا اختلاف رائے انتخاب میں نہ ہو تو ایسی جماعت کو بوضاحت اپنی درخواست میں اس امر کو بیان کر دینا چاہیئے کہ یہ انتخاب بالاتفاق عمل میں آیا ہے اور کسی قسم کا اختلاف نہیں ہوا۔

(۴) بوقت انتخاب اس بات کا خیال رکھا جائے کہ ایک سے زیادہ عہدے ایک شخص کے سپرد بجز خاص مجبوری کے نہ کئے جائیں تا کثرت کار کی وجہ سے سلسلہ کے کاموں میں کوئی حرج اور نقص واقع نہ ہو۔ اور زیادہ سے زیادہ دوست کام کی تربیت حاصل کر سکیں۔

(۵) اگر کسی صدر اور دوسرے مقامی عہدہ دار کے انتخاب کے متعلق یہ شکایت موصول ہوگی اور یہ شکایت تحقیقات پر درست ثابت ہوئی کہ اس میں کسی اُمیدوار کے حق میں پروپیگنڈا کیا گیا ہے تو اس انتخاب کو قاعدہ نمبر ۸۶۱ کے مطابق کالعدم قرار دیا جائے گا اور پروپیگنڈا کرنے والوں سے سختی سے بازپرس کی جائے گی اور دوبارہ انتخاب کے وقت انہیں اجلاس میں شامل ہونے کی اجازت نہ ہوگی۔

قاعدہ نمبر ۸۶۱ کے الفاظ یہ ہیں کہ:- "حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ کی یہ ہدایت ہے کہ مقامی انجمنوں اور لجنات کے عہدیداروں کے انتخاب کے معاملہ میں اگر کوئی شخص اپنے حق میں پروپیگنڈا کرے گا یا کرائے گا یا ووٹ حاصل کرنے کے لئے کسی طرح کی تحریک کرے گا یا کرائے گا تو جہاں تک اس کا تعلق ہے ایسا انتخاب کالعدم قرار دیا جائے گا۔"

نیز ریزولیوشن ۷۶۱-م (۲۰-۱۱-۴۱) میں یہ قاعدہ بھی منظور ہوا کہ:- "پروپیگنڈا میں ہر ایسا امر داخل ہوگا جس سے جماعت کے افراد یا کسی فرد پر کسی طریق سے کسی خاص اُمیدوار کے حق میں یا خلاف رائے پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ صرف مجلس انتخاب میں ہر شخص کو حق حاصل ہوگا کہ اُمیدواروں کے حق میں

مناسب اور مہذب الفاظ میں تقریر کرے مگر اس شخص کے خلاف کسی شخص کو کوئی تقریر کرنے کا اختیار نہ ہوگا۔"

(۶) ایسی جماعتوں میں جہاں ایسے افراد کی تعداد ۲۱ یا اس سے زیادہ ہو جن پر چندہ عائد ہوتا ہو وہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ کے فیصلہ بموجب مجلس مشاورت ۳۶ء کے مطابق مرکز سلسلہ کے کسی بقایادار کو کسی کام پر مقرر نہیں کیا جائے گا۔

نوٹ:- بقایا سے مُراد چھ ماہ سے زائد لازمی چندہ جات کا بقایا ہے اور چندہ تحریک جدید تین سال کا بقایا ہے۔

(۷) حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق جو افراد جماعت چندہ عام باشرح ادا نہیں کرتے یا مرکز سے کم شرح کی منظوری کے بعد بھی اس کے مطابق ادائیگی نہیں کرتے ان کو جماعت کا کوئی عہدہ نہ دیا جائے۔ اس ہدایت کو انتخاب کے موقعہ پر ضرور مدنظر رکھا جائے۔ (بحوالہ ۱۲-خ / ۱۰-۸-۸۶)

(۸) مندرجہ ذیل افراد کو کسی قسم کے انتخاب کے اجلاس میں حصہ لینے کا حق نہ ہوگا:-
(i) ایسا شخص جس کے ذمہ چھ ماہ سے زائد عرصہ کا بقایا بغیر منظوری مرکز چلا آتا ہو اور وہ اسے ادا نہ کرتا ہو۔
(ii) مستورات۔ (iii) ۱۸ سال سے کم عمر بچے۔ (iv) جو افراد سلسلہ کی طرف سے زیر تعزیر ہوں۔
(v) ایسے افراد جو اپنا مرکزی چندہ مقامی نظام جماعت کو توڑ کر علیحدہ طور پر مرکز میں بھجوانے پر مُصر ہوں۔
(vi) ایسے بالغ طالب علم جن کے اخراجات کا انحصار اپنے والدین یا سرپرستوں پر ہو۔

(۹) ہر عہدہ کی اہمیت اور فرائض کے مناسب حال اس کے لئے عہدہ دار کا انتخاب ہونا چاہیئے اور دوستوں کو رائے دیتے ہوئے اہلیت کے سوال کو ہر صورت میں مقدم رکھنا چاہیئے۔ محض نام کے طور پر عدیم الفرصت یا سُست یا غیر مخلص یا نااہل یا کسی رنگ میں بُرا نمونہ رکھنے والے اشخاص کو منتخب نہیں کرنا چاہیئے۔

(۱۰) کسی سرکاری ملازم کو کسی صورت میں بھی سیکرٹری تبلیغ اور سیکرٹری امور عامہ مقرر نہ کیا جائے۔

(۱۱) کوئی شخص جو اپنی عمر کے لحاظ سے مجلس انصار اللہ یا مجلس خدام الاحمدیہ کا ممبر نہیں کسی عہدہ پر مقرر نہیں کیا جا سکتا۔

(۱۲) فہرست انتخاب کو مرکز میں بھجواتے ہوئے اس بات کو وضاحت سے بیان کرنا چاہیئے کہ مطابق قواعد ووٹ دینے کے قابل اس انجمن کے کتنے افراد ہیں اور ان میں سے بوقت اجلاس کتنے حاضر تھے۔

(۱۳) فہرست انتخاب پر صدر جلسہ کے علاوہ دو ایسے دوستوں کے دستخط ہونے بھی لازمی ہوں گے جو کسی عہدہ کے لئے انتخاب میں نہ آئے ہوں مگر انتخاب کی کارروائی میں موجود رہے ہوں۔

(۱۴) نئے عہدیداران کے انتخاب کی فہرستیں مع ان کے مکمل پتہ (ایڈریس) کے نظارت علیا میں آنی چاہئیں۔ لیکن جب تک جدید عہدیداران کی منظوری کا اعلان شائع نہ ہو یا بذریعہ جماعت متعلقہ عہدہ داروں کو اطلاع نہ ہو جائے۔ اس وقت تک سابقہ عہدیداران ہی کام کرتے رہیں گے۔

نوٹ:- عہدیداران کے مکمل پتہ (ایڈریس) میں سکونت۔ ڈاکخانہ۔ ضلع و پن کوڈ وغیرہ بھی لکھا جائے۔ اور اگر کسی انجمن کا تار کا پتہ رجسٹرڈ ہو تو وہ بھی لکھا جائے۔ ٹیلیفون ہونے کی صورت میں اس کا نمبر دیا جائے۔

(۱۵) نئے عہدیداران کی منظوری کی اطلاع ملنے پر سابقہ عہدیداران کو فی الفور کام کا چارج پوری تفصیل اور مکمل ریکارڈ کے ساتھ نئے عہدیداران کے سپرد کر دینا چاہیئے۔ اور نئے عہدیداران کو چاہیئے کہ چارج لینے کے بعد دو ہفتہ کے اندر اندر سابقہ عہدیداران سے گزشتہ سال کی رپورٹیں لے کر متعلقہ مرکزی دفاتر کو بھجوا دیں۔ ورنہ یہ ذمہ داری بعد میں ان پر عائد ہوگی۔

(۱۶) عہدیداران کے نام کے ساتھ ان کے القاب و خطاب بھی لکھے جائیں۔ مثلاً مولوی۔ سید۔ مرزا۔ چوہدری۔ شیخ۔ بابو۔ ڈاکٹر۔ منشی وغیرہ جو عام طور پر ان کے نام کے ساتھ لکھا یا بولا جاتا ہو۔ اسی طرح ملازم ہونے کی صورت میں عہدہ کا اندراج بھی کیا جائے۔

(۱۷) مقامی جماعتوں کے عہدیداران کا انتخاب قاعدہ نمبر ۸۴۳ کے ماتحت تین سال کے لئے ہوتا ہے مگر خاص حالات میں مرکز کی اجازت سے درمیان میں بھی تغیر و تبدل کیا جا سکتا ہے۔

موجودہ انتخابات ۳۰؍جون ۱۹۹۵ء تک کے لئے ہیں۔

نوٹ:-
(۱) جن جماعتوں میں امارت کا نظام ہے اُن کو قواعد انتخاب کے بارے علیحدہ اطلاع دی جا رہی ہے۔
(۲) جن صوبوں میں صوبائی امارت کا نظام قائم ہے وہاں کی جماعتیں مقامی عہدیداران کے انتخابات کی رپورٹ اپنے صوبائی امیر کے توسط سے نظارت علیا میں بھجوائیں۔

ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان

جلسہ یوم مسیح موعودؑ

تمام جماعتوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے اپنے مقام پر مورخہ ۲۳؍مارچ کو جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام منعقد کریں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ضروری تصحیح

اخبار بدر مجریہ ۲ تا ۱۶ جنوری ۹۲ء کے پہلے صفحے پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہندوستان میں ورودِ مسعود کی رپورٹ میں دہلی ایئرپورٹ پر استقبال کی سعادت حاصل کرنے والے احباب میں مندرجہ ذیل نام سہواً رہ گئے تھے جو بغرضِ ریکارڈ اب شائع کئے جا رہے ہیں :-

۱۔ مکرم عبدالحمید صاحب ٹاک امیر جماعتہائے احمدیہ کشمیر۔ ۲۔ مکرم ماسٹر شرق علی صاحب امیر جماعتہائے احمدیہ بنگال۔ ۳۔ مکرم محمد شفیع اللہ صاحب بنگلور امیر جماعتہائے احمدیہ کرناٹک۔ ۴۔ مکرم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب امیر جماعتہائے احمدیہ آندھرا پردیش۔ ۵۔ مکرم مولوی خورشید احمد صاحب انور ناظم وقفِ جدید قادیان۔ ۶۔ محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ نائب صدر لجنہ اماء اللہ بھارت۔ قادیان (نمائندہ لجنہ)۔ ۷۔ مکرم سید تنویر احمد صاحب ناظر نشر و اشاعت قادیان۔ ۸۔ مکرم آفتاب احمد خان صاحب نیشنل امیر UK۔

● — اسی طرح قادیان کے سٹیشن پر ۱۹ دسمبر کو استقبال کرنے والوں میں بھی مذکورہ بالا چاروں صوبائی امراء اور مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری بھی شریک تھے جبکہ امرتسر اسٹیشن پر محترم ناظر صاحب اعلیٰ کے علاوہ مکرم چوہدری منظور احمد صاحب گجراتی وکیل اعلیٰ تحریکِ جدید اور مکرم مولوی خورشید احمد صاحب انور ناظم وقفِ جدید اور مکرم مولوی جلال الدین صاحب نیر نمائندہ انصار اللہ بھارت اور محترمہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ بھارت نے حضور کے استقبال کی سعادت حاصل کی۔

● — نیز واپسی کے سفر کے موقع پر بھی مورخہ ۱۴؍ ۱ کو دہلی ایئرپورٹ پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان کے علاوہ مکرم آفتاب احمد خان صاحب نیشنل امیر U.K.۔ مکرم چوہدری منظور احمد صاحب گجراتی وکیل اعلیٰ تحریکِ جدید قادیان۔ مکرم مولوی خورشید احمد صاحب انور ناظم وقفِ جدید قادیان۔ مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی ناظر امورِ عامہ۔ مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری صدر مجلس انصار اللہ بھارت۔ مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت۔ اور محترمہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ بھارت کو الوداع کہنے کا موقع ملا۔

(۲)۔ اخبار بدر مجریہ ۲۳ جنوری ۹۲ء کے پہلے صفحہ کے کالم ۳ پر قادیان میں سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات کی رپورٹ میں لکھا گیا ہے کہ حضور نے محمد موسیٰ صاحب درویش کے بیٹے محمد شکیل صاحب کا اعلانِ نکاح فرمایا۔ یہ درست نہیں ہے۔ درست یہ ہے کہ ان کی شادی کی تقریب پر حضور نے ازراہِ شفقت دُعا کرائی۔ نکاح کا اعلان چند ماہ قبل ہو چکا تھا۔ قارئین اس کے مطابق تصحیح فرمالیں۔

نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

بقیہ اخبار احمدیہ عمومی حالت میں قابلِ فکر امور کمزوری اور ہلکی یرقان کی علامات کا ظاہر ہونا ہے۔ کمزوری کے فوری علاج کے طور پر آج کیمیاوی علاج ختم ہونے پر خون دیا جائے گا اور یرقان سے متعلق توقع ہے کہ جب دوائیں اثر شروع کریں گی تو یرقان دُور ہونا شروع ہو جائے گا۔ لیکن دواؤں کا اثر انداز ہونا دُعاؤں پر موقوف ہے۔ لہٰذا احباب حسبِ سابق عاجزانہ دُعائیں جاری رکھیں۔ (ادارہ)

منظوری قائدینِ مجالس

حیدر آباد :	مکرم خالد احمد صاحب شمیر
یادگیر :	" عبد المنان سالک صاحب
غنچہ پارہ :	" سلیمان خان صاحب
کرڈاپلی :	" رشید احمد صاحب
اودے پور کٹیا :	" خالد احمد خان صاحب
ارکہ پٹنہ :	" اسیر خان صاحب
بھدرک :	" شیخ وسیم احمد صاحب
بریشہ :	" مظفر علی صاحب
ڈائمنڈ ہاربر :	" شیخ کبیر الدین صاحب
موہن پور بسنت پور :	" امان اللہ صاحب
وڈمان :	مکرم سید مبشر الدین صاحب
مونگھیر :	" مرزا محمود احمد صاحب
سورو :	" سید نعیم الدین احمد صاحب

صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت قادیان

ارشادِ نبوی
تَرْكُ الدُّعَاءِ مَعْصِيَةٌ
(دعا کو ترک کرنا گناہ ہے)
:- (منجانب) :-
یکے از ارکین جماعت احمدیہ بمبئی

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ!
شریف جیولرز
پروپرائیٹر:-
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان
PHONE: 04524 - 649.

بہترین ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بہترین دُعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے۔ (ترمذی)
C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM-679339
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS - EXPORTERS - IMPORTERS
HIGHLY FASHION LADIES MADE-UP
OF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES
AND SOLID BRASS NOVELTIES/GIFT ITEMS ETC.
MAILING ADDRESS 4378/4 B, MURARI LAL LANE ANSARI ROAD. NEW DELHI-110002 (INDIA)
PHONES:- 011-3263992, 011-3282643.
FAX:- 91-11-3755121 SHELKA NEW DELHI

SUPER INTERNATIONAL
PHONES:- OFF. 6370522 RESI. 6233389
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AN EXPORT GOODS OF ALL KINDS)
PLOT NO. 6. TARUN BHARAT CO-OP. SOCIETY LTD.
OLD CHAKALA SAHAR ROAD.
(ANDHERI EAST) BOMBAY-400099.

قادیان میں مکان و پلاٹ وغیرہ کی خرید و فروخت کے لئے ملیں
نعیم احمد ڈار
احمدیہ اسٹیٹ ڈیلرز
احمدیہ چوک قادیان

طالبانِ دعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS.
۲۴ مینگولین کلکتہ ۷۰۰۰۰۱

"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں"
(کشتی نوح)
NIR
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
CALCUTTA - 700015.
پیش کرتے ہیں:-
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر پلاسٹک اور کینوس کے جوتے۔

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
(پیشکش)
YUBA
QUALITY FOOT WEAR
یاقی پولیمرز کلکتہ ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز:-
43-4023 - 5137 - 5209